REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۳ مسیح موعودؑ نمبر شمارہ ۱۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

۲۶ صفر ۱۳۹۴ ہجری ۲۱ امان ۱۳۵۳ ہش ۲۱ مارچ ۱۹۷۴ء

"کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو"

اپنی جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند زرّین نصائح

فرمایا:-

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بُجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھُڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے...... مَیں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوعِ انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔" (سراجِ مُنیر صفحہ ۲۸)

"مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ شرّ سے پرہیز کرو۔ اور نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بُغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بُغض کے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کیلئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو...... تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدردِ نوعِ انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اسی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو ترقی کرو۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۳)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دھرما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مسیح موعودؑ نمبر
مورخہ ۲۱ امان ۱۳۵۳ ہجری شمسی

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں جس امام مہدی کے ظہور اور جس موعود مسیح کے نزول کی خبر دی گئی ہے وہ آپؑ ہی ہیں۔ فی زمانہ آپ کے سوا نہ کوئی دُوسرا امام مہدی آنا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے مسیح کا نزول ہونے والا ہے۔ اگرچہ تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز میں ایسے برگزیدہ وجود کے لئے مسلمانوں میں نہایت شدّت سے انتظار رہی۔ اور باوجودیکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السَّلام کی طرف سے مسیحیت و مہدویت کا دعویٰ اسی مقررہ وقت میں ہوُا۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت آپ کے دعویٰ کی صداقت پر متردد رہ کر اپنے خیالی موعود کی انتظار کرتی رہی۔ مگر جوں جوں وقت آگے بڑھتا چلا گیا۔ کسی کو آتا ہوُا نہ پاکر اُن کی یہ انتظار رفتہ رفتہ مایوسی میں بدل گئی۔ حتیٰ کہ جس شدّت کے ساتھ کچھ عرصہ پہلے اس کی انتظار کر رہے تھے اسی شدّت کے ساتھ اب یہ کہا جانے لگا ہے کہ نہ کسی نے آنا تھا اور نہ ہی کوئی آیا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے خیالات میں یہ تبدیلی محض یاس و قنوط کی پیداوار ہے اور ایسے لوگوں کی حالت بالکل وہی معلوم دیتی ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت کریمہ ...... وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَا اِفْکٌ قَدِیْمٌ ○ (الاحقاف آیت ۱۲) میں ظاہر کی گئی ہے۔ ترجمہ اس آیت کے پہلے حصہ کو ملا کر یہ بنتا ہے کہ۔ اور منکر مومنوں سے کہتے ہیں کہ اگر قرآن کوئی اچھی تعلیم ہوتا تو یہ مومن ہم سے پہلے اس پر ایمان نہ لاتے۔ اور چونکہ (منکروں) پر اس کی صداقت نہیں کھلی وہ نامرادی اور غصہ سے یہی بات) کہیں گے کہ یہ تو ایک پُرانا جھوٹ ہے (جو پہلے لوگ بھی خدا کے متعلق بولتے آئے ہیں۔)

ہمیں ایسے لوگوں پر ہمیشہ ہی تعجب آیا کرتا ہے کہ اپنے ہی اسلاف کے یہ کیسے ناخلف واقع ہوئے ہیں کہ محض حق کی مخالفت اور واضح حقیقت سے بوجہ ضد اور تعصب انکار کرنے کے اپنے اسلاف کو بھی فریب خوردہ اور ابلہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے علم و فضل اور فراست و ذہانت کے لحاظ سے ان لوگوں سے کہیں فائق تھے۔ اُن کے علم و عرفان کی بنیاد کتاب اللہ اور فرموداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ اور ساتھ کے ساتھ انہیں ذاتی طور پر بھی روحانیت میں وہ مقام حاصل تھا۔ کہ خدا کے غیر معمولی فضلوں کے تحت اُن لوگوں نے آنے والے کے متعلق وہ وہ انکشافات فرمائے جن سے موجودہ زمانہ کے یہ نام نہاد "علماء" کچھ بھی بہرہ نہیں رکھتے۔ مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جو بارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ آپ نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر فرمایا :-

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَنَّ الْقِیَامَۃَ قَدِ اقْتَرَبَتْ وَ الْمَھْدِیَّ تَھَیَّأَ لِلْخُرُوْجِ ۔" (تفہیماتِ الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور مہدی خروج فرما ہونے کو تیار ہیں۔ فرمائیے کوئی مولوی ہے جو اپنے آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے بھی علم و فضل میں بڑھا ہوُا قرار دینے کی جرأت کرے اور آپ کے اس الٰہی انکشاف کو چیلنج کر سکے؟

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعوے کی بنیاد قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے انکشافات صحیحہ پر ہے۔ اس لئے کسی بھی صحیح الاعتقاد مسلمان کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود کی بعثت سے مجالِ انکار نہیں۔ زیادہ تفصیلات میں نہ جاتے ہوئے سورت صف کی آیت کریمہ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ○ کے بارے میں علماءِ اسلام کا اسی قدر اتفاق کافی ہے کہ دین اسلام کا تمام ادیان پر یہ غلبہ امام مہدی کے زمانہ میں ہونے والا ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ھذا عند خروج المھدی کہ اسلام کا یہ غلبہ تمام ادیان پر امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔ اور بحار الانوار جو شیعوں کی حدیث کی کتاب ہے اس میں اسی آیت کے بارہ میں لکھا ہے کہ نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ کہ یہ آیت آلِ محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ایسا ہی شیعہ اصحاب کی ایک معتبر کتاب غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ میں بھی لکھا ہے :-

" مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است "

یعنی اس آیت میں جو رسول مذکور ہے اس سے مراد امام مہدی موعود ہے۔

اور ایسا ہی بلند پایہ کتب احادیث میں جہاں امتِ محمدیہ کے بگڑ جانے کے وقت مسیح موعود کے نازل ہونے کی اُمید افزاء خبر دی گئی ہے وہاں انہیں امتِ محمدیہ کا ہی فرد قرار دیتے ہوئے بخاری شریف میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور مسلم شریف میں فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ کہا گیا ہے کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ حتیٰ کہ مسند احمد بن حنبل میں جو روایت مذکور ہوئی ہے۔ اس میں تو بات اور بھی واضح کر دی گئی ہے کہ :-

" یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا ......الخ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسٰی ابن مریم سے ملاقات کرے درانحالیکہ وہ امام مہدی حَکم و عدل ہوں گے۔

اسی کے ساتھ حجج الکرامہ میں مستدرک حاکم کے حوالہ سے حضرت انسؓ کی جو روایت منقول ہے اُس کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَأْہُ مِنِّی السَّلَامَ۔

یعنی تم میں سے جو مسیح موعود کو پائے وہ میری طرف سے اُسے سلام پہنچائے۔

اسی طرح احادیث میں مذکور ہے کہ :-

کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا (ابن ماجہ)

کہ وہ امت (یعنی امتِ محمدیہ) کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں مَیں مبعوث ہوُا ہوں۔ اور اس کے آخر میں عیسٰی ابن مریم آنے والے ہیں۔

اب فرمائیے! اگر نہ تو امام مہدی آنے والے تھے اور نہ ہی مسیح موعود کی بعثت عمل میں آنی مقدر تھی تو قرآن و حدیث میں دیئے گئے یہ وعدے کیا ہوئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح موعود کو ارسال فرمودہ سلام کیا ہوُا؟ کیا کوئی مسلمان عالم اس بات کی جرأت کر سکتا ہے کہ مستند کتب احادیث اور بزرگانِ سلف کی تفاسیر سے ان تمام حوالوں کو کھُرچ ڈالے جن میں ایسے مبارک وجوُد کے آنے کی نہایت درجہ پختہ الفاظ میں خبر دی گئی ہے؟

خیر یہ تو ہوئے علمی حوالہ جات جن کی اگرچہ کوئی دوسری معقول توجیہہ نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی یہ علمی درجہ رکھتے ہیں۔ اور علماء ظواہر کے لئے مجالِ کلام ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے علمی حوالہ جات کے ساتھ ساتھ سچّے امام مہدی کی صداقت کے لئے ایسی آسمانی شہادت ملتی ہے جس کی موجودگی میں کسی بھی عالم کو دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ آسمانی شہادت دارقطنی کی حدیث میں امام محمد باقر کی روایت سے بایں الفاظ بیان ہوئی ہے :-

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ ۔ (دارقطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو (اس کی گرہن کی راتوں ۱۳۔۱۴۔۱۵ میں سے) پہلی رات کو گرہن لگے گا۔ اور اسی رمضان کے مہینہ میں سورج کو (اس کے گرہن کے دنوں ۲۷۔۲۸۔۲۹ میں سے) درمیانی دن گرہن لگے گا۔

اب تمام دُنیا جانتی ہے کہ یہ دونوں گرہن سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں ہو چکے ہیں۔ سنہ ۱۳۱۱ ہجری کے رمضان میں چاند کو اس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو یعنی تیرھویں (۱۳) تاریخ کو گرہن لگا۔ اور اسی مہینہ میں سورج کو اس کے گرہن لگنے کے تین دنوں میں سے درمیانی دن یعنی ۲۸ تاریخ کو گرہن لگا۔ اور یہ نشان دو مرتبہ ظاہر ہوُا۔ اوّل اِس نصف کرۂ زمین میں۔ اور پھر امریکہ میں۔ اور دونوں مرتبہ انہی تاریخوں میں ہوُا۔ جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔ واضح ہو کہ اس آسمانی شہادت کا ذکر صرف حدیث ہی میں نہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا :-

وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورۃ القیامہ)

یعنی چاند کو گرہن لگے گا اور اس گرہن میں سورج بھی چاند کے ساتھ شامل ہوگا۔ یعنی اسے بھی اسی مہینہ میں گرہن لگے گا۔

اب دیکھئے کس صفائی کے ساتھ آسمان پر یہ شہادت ظاہر ہوئی۔ اور نئی اور پُرانی دنیا میں اس آسمانی شہادت کو ایسے وقت میں دیکھا گیا جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے سوا اور کسی نے بھی امام مہدی ہونیکا دعویٰ نہ کیا تھا (باقی صفحہ ۱۵ پر)

عزّت تو سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی عزّت ہے جس کا کُل اسلامی زمین پر اثر ہے

میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے!!

جو لوگ اخلاق کی اِصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خبر ہو جاتے ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ذیل میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ایمان افروز تقریر کا کچھ حصّہ افادۂ احباب کے لئے درج کیا جاتا ہے، جو حضور علیہ السلام نے جولائی ۱۹۰۰ء میں ارشاد فرمائی ——— (ایڈیٹر بدر)

حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

" یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے۔ **اوّل** جسمانی **دوم** مالی **تیسری قسم** ہمدردی کی دُعا ہے۔ جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہوا انسان کر سکتا ہے جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتوان مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و توانائی نہیں ہے کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بے کس، بے بس، بے سروسامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی۔ مگر دُعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت۔ بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کے لئے دُعا کر سکتا ہے۔ اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اِس

ہمدردی کا فیض

بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو کہ وہ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔

میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دُعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ **میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔** جس قدر دُعا وسیع ہو گی اُسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہو گا۔ اور دُعا میں جس قدر بخل کریگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہوتا جاویگا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اُس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لئے دُعا

کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا اَمّا ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض۔ اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر دعا قرار دی جا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے۔ جبکہ خیر کا نفع کثیر ہے۔ تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دُعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دُنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا۔ وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خیر النّاس من ینفع النّاس بننے کے واسطے سوچتا رہے۔ اور مطالعہ کرتا رہے۔ جس طرح طبابت میں حیلہ کام آتا ہے۔ اسی طرح

نفع رسانی

اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں۔ اور اگر کچھ مولویت کی رگ ہو تو اُس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانے شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس پر اپنی مولویت کا رُعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سُست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں لَوْ اَتَاكَ رَاكِبًا کے الفاظ آئے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دیدینا چاہیئے۔ اور قرآن شریف میں وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو۔ کیونکہ اس سے ایک قسم کی بد اخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے۔ اور بدی کا وارث بنا وے۔ غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک چیز دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اُسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دیدے گا۔ تو قبض دور ہو کر دُوسری نیکی بھی کر لیگا۔ اور اس کو کچھ دے بھی دیگا۔ اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ **جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خبر ہو جاتے ہیں** **میرا تو یہ مذہب ہے کہ**

دُنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے

زہر اور نجاست [illegible] آتی ہے۔ اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاقی فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رسان نہیں بنتا ایسا ہو جاتا ہے، کہ وہ کسی کام بھی نہیں آ سکتا۔ مردار حیوان سے بھی بد تر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آ جاتی ہیں۔ اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بَلْ هُمْ اَضَلُّ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے دو لفظ ہیں ایک خَلق دوسرا خُلق ۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے ۔ اور خُلق باطنی پیدائش کا ۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بدصورت ۔ اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے اسلئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بدوضع ہو ۔ مگر چونکہ اسکو دیکھتا ہے اسلئے اس کو پسند کرتا ہے ۔ اور خُلق کو چونکہ دیکھا نہیں اس لئے اس کی خوبی سے ناآشنا ہو کر اس کو نہیں چاہتا ایک اندھے کے لئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں ۔ اسی طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی اُس اندھے کی ہی مانند ہے ۔

خَلق تو ایک بدیہی بات ہے مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے ۔ اگر اخلاقی بدیاں اور اُن کی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھُلے ۔

غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے ۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں ۔

اخلاق نیکیوں کی کلید

ہے ۔ جیسے باغ کے دروازہ پر قفل ہو ۔ دُور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جا سکتے لیکن اگر قفل کھول دیا جائے تو اندر جا کر پُوری حقیقت معلوم ہوتی ہے ۔ اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے ۔ اخلاق کا حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کر اندر داخل ہونا ہے ۔

کسی کو اخلاق کی کوئی قوّت نہیں دی گئی ۔ مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی ہو ۔ یہ امر ثبوت طلب ہے ۔

ترکِ اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے ۔ ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اُس کو خبر نہیں کہ اس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہنچتا ہے ۔ اب اگر یہ اُس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کر سکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعل شنیع کا مرتکب نہ ہوتا ۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوعِ انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا ۔ ایک شخص جو چوری کرتا ہے کمبخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے ہی چھوڑ جائے ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیا میٹ کر دیتا ہے ۔ اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے ۔ ایسی

قبیح بدی کی اصل جڑھ

کیا ہے ؟ اخلاقی قوّت کا نہ ہونا ۔ اگر رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچے بھوکھ سے بلبلائیں گے ۔ جن کی چیخوں سے دشمن کا کلیجہ بھی لرزتا ہے ۔ اور یہ معلوم کر کے کہ رات سے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سُوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا تو پتہ پانی ہو جاتا ہے ۔ اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا ۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا ۔ فلاں جگہ کسی عورت کو قتل کر ڈالا ۔ مَیں خود ایک مرتبہ اسیسر ہو کر گیا تھا ۔ ایک شخص نے ۱۲ ر یا ۱۳ ر میں ایک بچہ کا خون کیا تھا ۔ اب سوچ کر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں ؟ ممکن ہے کہ اپنے جیسے انسان پر مصیبت آئے اور یہ محسوس نہ کرے ۔ یاکلون کما تاکل الانعام چارپایوں کی طرح کھاتے ہیں ۔ اس کے کئی پہلو ہیں ۔

اوّل چارپایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا ۔ اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آتا ہے کھاتا ہے ۔ جیسے کُتا اس قدر کھاتا ہے کہ آخر قے کرتا ہے ۔

دوسرا یہ کہ الانعام

حلال اور حرام میں تمیز

نہیں کرتے کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اُس میں نہ جاؤں ۔ ایسا ہی ہر ایک امر میں جو کھانے کی کمیت کے متعلق ہو تمیز نہیں کرتا ۔ کُتّے کو پاکی ناپاکی کے متعلق اور اندازہ کے متعلق کوئی لحاظ نہیں ۔ اور پھر چارپایہ کو اعتدال نہیں ۔

یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان نہیں ۔ پاک پلید کا تو یہ حال عرب میں مُردے کُتّے کھا لیتے تھے ۔ اب تک اکثر ممالک میں یہ حال ہے کہ چوہوں اور کتّوں اور بلیوں کو بڑے لذیذ کھانے سمجھ کر کھایا جاتا ہے ۔ چوڑھے چمار مردار خوار قومیں یہاں بھی موجود ہیں ۔

پھر یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردد و تامل نہیں جیسے یتیم کا گھاس گائے کے سامنے رکھ دیا جائے ۔ بلا تردد کھا لیگی ۔ ایسا ہی اُن لوگوں کا حال ہے یہی معنی ہیں وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۔ اُن کا ٹھکانا دوزخ ہوگا ۔ غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں ۔ ایک عظمت الٰہی کا جو اس کے خلاف ہے ، وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے ۔ اور دُوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ کا ۔ پس جو نوعِ انسان کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے برخلاف ہے ۔ آہ ! بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ان باتوں پر جو انسان کی زندگی کا اصل مقصد اور غرض ہیں غور کرتے ہیں ۔

بڑے بڑے صوفیوں سجادہ نشینوں نے اپنا کمال اس میں سمجھ رکھا ہے کہ بڑے

لمبے چوڑے وظائف

اور اذکار و اشغال خود ہی تجویز کر لئے ہیں ۔ اور اُن میں پڑ کر اصل کو بھی کھو بیٹھے ہیں ۔ پھر بڑے سے بڑا کام کیا تو یہ کر لیا کہ چلہ کرتے ہیں ۔ کچھ تو ساتھ لے جاتے ہیں ایک آدمی مقرر کر لیتے ہیں جو ہر روز دُودھ یا اور کوئی چیز پہنچا آتا ہے ۔ ایک تنگ و تاریک گندی سی کوٹھڑی یا غار ہوتی ہے اور اس میں پڑے رہتے ہیں ۔ خدا جانے وہ اس میں کس طرح رہتے ہیں ۔ پھر بُری بُری حالتوں میں باہر نکلتے ہیں ۔ یہ اسلام رد گیا ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان چلہ کشیوں سے اسلام اور مسلمانوں یا عام لوگوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے ۔ اور اس سے اخلاق میں کیا ترقی ہوتی ہے ۔

سب عزّتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت ہے جس کا کُل اسلامی دنیا پر اثر ہے ۔ آپ ہی کی غیرت نے پھر دنیا کو زندہ کیا ۔ عرب جس میں زنا ۔ شراب اور جنگ ۔ جوئے کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوعِ انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا ۔ اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھا گئی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں ۔ بُوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھی ۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا ۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پُوجا دُنیا میں ہو رہی تھی ۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک

سلیم الفطرت انسان

کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جَور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا ۔ فالج ایک طرف گرتا ہے ۔ مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا ۔ فساد کامل دُنیا میں برپا ہو چکا تھا ۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ برّ پر سکون و راحت ۔ اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اُس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جاوے ۔ مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں ۔ اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جبکہ آپ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا اُن سے جو سلوک کیا وہ آپ کے علوّ شان کو ظاہر کرتا ہے ۔ ابوجہل اور اُس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جان نثار خادموں کو نہیں دی ۔ غریب مسلمانوں اور عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا ۔ اور وہ چیری جاتی تھیں ۔ محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کیوں قائل ہوئیں ۔ مگر آپ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا اور جب کہ مکہ فتح ہوا تو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہہ کر معاف فرمایا ۔ یہ کس قدر

اخلاقی کمال

ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ غرض بات یہ ہے کہ اخلاقِ فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں ۔"

(الحکم جلد ۴ نمبر ۲۵ سنہ ۱۹۰۰ء)

نزولِ مسیح اور ظہورِ مہدی کی یہ انتظار کب تک ؟

نیا اسلامی سال ۱۳۹۴ھ اور مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

از الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

انتظار نزولِ مسیح و ظہورِ مہدی

قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ کی پیشگوئیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع سے ہی بزرگانِ سلف و علماءِ امت نزولِ مسیح اور ظہورِ مہدی کے منتظر تھے۔ چنانچہ

—(۱)—

حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کے ممتاز شاگرد اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے پیرِ طریقت تھے۔ اُن کے حالاتِ زندگی "شمائم امدادیہ" شائع کردہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ شیخوپورہ نے شائع کئے ہیں۔ اس کتاب میں حاجی محمد امداد اللہ صاحب کے اقوال و ملفوظات بھی درج ہیں۔ ان میں آپ کا یہ ارشاد بھی مذکور ہے کہ :—

"ظہور امام مہدی آخر الزمان کے ہم سب لوگ شائق ہیں۔ مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے۔ اوّل اوّل ان کی بیعت اہلِ باطن اور ابدالِ شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص کریں گے۔ اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے یہ دعا مانگنا چاہیئے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔"

(شمائم امدادیہ صفحہ ۱۰۲)

—(۲)—

نواب صدیق حسن خان آف بھوپال اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دربارہ بعثت مجددین کا ذکر کرتے ہوئے تیرہ صدیوں کے مجددین کے ناموں کا ذکر کرکے چودھویں صدی ہجری کے بارہ میں رقمطراز ہیں کہ :—

"در سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہورِ مہدی علیہ السلام و نزولِ عیسٰی صورت گرفت پس ایشان مجدّد و مجتہد باشند"

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی دس سال باقی ہیں اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوگئے تو وہ چودھویں صدی کے مجدّد ہوں گے۔

نیز لکھا :—

"پس تواں گفت کہ دریں دہ سال کہ از مائۃ ثالث عشر باقی است ظہور کنند یا بر سرِ صد چہاردہم"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۱)

کہ چودھویں صدی کا مجدّد اس تیرھویں صدی کے آخری دس سالوں میں یا یا چودھویں صدی کے شروع میں ظہور کرے گا۔

—(۳)—

اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب کے فرزند ابوالخیر نور الحسن خان صاحب ظہورِ مہدی کی احادیث کا جائزہ لیتے ہوئے چودھویں صدی کے آغاز میں رقمطراز ہیں :—

"اس حساب سے ظہورِ مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی۔ تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آتی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں شاید اللہ تعالےٰ اپنا فضل و عدل و رحم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

ظہورِ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور بشارات کے عین مطابق چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے جب دعویٰ فرمایا کہ :—

—(الف)—

"مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدیٔ معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔"

(اربعین نمبر ۱)

—(ب)—

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

تو سعادت مند اور خوش نصیب لوگوں کو اُن کو شناخت کرنے اور ان پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور ابتدائی چند ایام میں وہ ۳۱۳ ہی خوش نصیب افراد تھے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ملفوظات میں مرقوم ہے۔ مگر اس کے برعکس علماء و فقہاء نے نہ صرف یہ کہ آپ کی تصدیق نہ کی۔ بلکہ تکذیب و تکفیر کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیا۔ اور عوام الناس کو تسلی اور اطمینان دلاتے رہے کہ یہ مرزا صاحب موعود مہدی و مسیح نہیں۔ ہاں موعود مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ اور امام مہدی اس اُمت میں سے ظاہر ہوں گے۔ تم صرف انتظار کرو۔ ابھی تو چودھویں صدی ہجری کا آغاز ہے۔ وقت پر وقت گزرتا گیا۔ مگر ان علماء کا موعود مہدی و مسیح نہ آنا تھا اور نہ ہی آیا۔ اور اُدھر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ۱۹۰۶ء میں بانگِ دہل اعلان فرماتے ہیں۔ کہ :—

"صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس ۲۳ سال (اب ۹۳ سال۔ ناقل امینی) گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میں وہی شخص ہوں جس کے دعویٰ پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ . . . . . پس جب تک میرے اس دعویٰ کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعوےٰ ثابت ہے۔ کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے میں ہی ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴)

خواجہ حسن نظامی دہلی اور شیخ سنوسی کی اُمید موہوم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود کا وصال مئی ۱۹۰۸ء میں ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کی وفات کے چند سال بعد خواجہ حسن نظامی دہلی نے ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت کی۔ اس سیاحت کے بعد انہوں نے عوام الناس کو طفل تسلی دی کہ ۱۳۳۰ھ ہجری میں امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔ چنانچہ خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں :—

—(الف)—

"ممالکِ اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے اُن کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ ہجری میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے۔"

(اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

—(ب)—

پھر خواجہ صاحب اپنی کتاب "شیخ سنوسی" میں فرماتے ہیں کہ :—

"کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو۔ اور ۱۳۳۰ھ ہجری میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے۔ اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تو ۱۳۴۰ھ ہجری تک ظہور بالکل یقینی ہے۔ کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۱۳۴۰ھ ہجری تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے۔" (صفحہ ۴۰)

مگر ہائے افسوس! ۱۳۳۰ھ ہجری اور ۱۳۴۰ھ ہجری بھی گذر گئے۔ مگر اُن کا موہوم اور منتظر مہدی ظاہر نہ ہوا۔ اور نہ ہی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوا۔ جس کے نتیجہ میں زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان عوام و خواص میں ظہورِ مہدی و مسیح کے بارہ میں یاس و ناامیدی کا اظہار ہونے لگا۔ علامہ اقبال نے تو برملا اس ناامیدی کا ان الفاظ میں اظہار کر دیا ہے

مینارِ دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ

اب انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے
(باقیاتِ اقبال صفحہ ۴۵۱)

محبت بھری اپیل

برادرانِ اسلام ! اب تو یکم محرم الحرام سے ۱۳۹۴ھ ہجری سال شروع ہوگیا ہے۔ گویا اس چودھویں صدی ہجری کے ختم ہونے میں صرف چھ سال باقی رہ گئے ہیں۔ علماء و مشائخ و بزرگانِ سلف کے مقرر کردہ اندازے بھی گذر گئے۔ کیا اب بھی مسلمان بھائیوں کے سلئے سنجیدگی سے غور و فکر کا وقت نہیں آیا کہ جس موعود مہدی کے ظہور کا وہ اس صدی کے شروع سے انتظار کر رہے تھے وہ اب تک کیوں نہیں آیا ؟ اور پھر جس شخص نے عین وقت پر دعوٰے کیا کہ وہ موعود مہدی اور مسیح ہے اور جس کے دعوٰے کی تصدیق و تائید آسمانی اور زمینی نشانات نے کی، کیا اس شخص کے دعویٰ پر وہ خود سنجیدگی سے غور نہ کریں گے ؟ کہ کہیں یہی وہ امام موعود تو نہیں؟ ہمارے یہ بھائی علماء و فقہاء کے زیرِ اثر کب تک انتظار گاہ میں بیٹھے رہیں گے ؟ اور کب تک خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے عظیم الشان اور بابرکت کام سے علیحدہ رہ کر اپنے اوقاتِ عزیز ضائع کریں گے ؟ یقین رکھیں کہ آنے والا موعود امام اپنے وقت پر آچکا۔ اب کسی اور مہدی اور مسیح کا انتظار فضول و عبث ہے !!

اِس لئے ہماری اپنے مسلمان بھائیوں سے محبت بھری اپیل ہے کہ وہ نام نہاد علماء کے اثر سے نکل کر اور خالی الذہن ہوکر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی پر غور کریں۔ اور آپؑ کی جماعت کے تبلیغی و تربیتی پروگراموں اور کارہائے نمایاں پر نظر ڈالیں۔ مثبت پہلو کو پیشِ نظر رکھیں۔ اور ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ ان کی حق کی طرف راہنمائی کرے۔ اور یقین رکھیں کہ وہ زندہ خدا جو حق و باطل کو جاننے والا ہے اُن کی دُعا اور سچی تڑپ کو دیکھ کر اُن پر حقیقتِ حال کو ضرور منکشف کرے گا۔ تاکہ آپ بھائی بھی امام الزمان۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کی شناخت کرسکیں۔ اور اس کی جماعت میں شامل ہوکر خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی سعادت پاسکیں۔

وَآخر دعوٰنا ان الحمدُ
للّٰہ ربّ العالمین

یار وجومرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
(مسیح موعودؑ)

عربوں کے ساتھ
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قلب و رُوح کی وابستگی

از مکرم جناب مسعود احمد صاحب۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ کا۔

قرآن مجید میں ارضِ فلسطین کے متعلق دُو واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ ایک یہ کہ آخری زمانہ میں ایک دفعہ پھر یہودی ارضِ مقدس میں آجمع ہوں گے۔ اور اس پر قبضہ جمالیں گے۔ جیساکہ قرآن مجید کی آیت فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ (بنی اسرائیل آیت : ۱۰۵) سے ثابت ہے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری پیشگوئی یہ ہے کہ ارضِ فلسطین پر یہودیوں کا یہ قبضہ عارضی ہوگا۔ کیونکہ اس کے اصل وارث مسلمان ہیں۔ یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے۔ اور مسلمانوں کو یہ میراث دائمی طور پر لوٹا دی جائے گی۔ جیساکہ قرآنِ مجید کی آیت اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۱۰۶) سے ثابت ہے۔

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ان دونوں قرآنی پیشگوئیوں کا ایک ساتھ ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا :-

"اِس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اَلْاَرْضَ سے مراد شام (جس میں فلسطین بھی شامل ہے) کی سرزمین ہے۔ یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جو اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے خدا تعالیٰ نے يَرِثُهَا فرمایا يَمْلِكُهَا نہیں فرمایا۔ اِس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے۔ اور اگر یہ کسی اَور کے قبضہ میں چلی بھی جاوے تو وُہ قبضہ اسی قسم کا ہوگا جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مرتہن کو دیدیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی عظمت ہے۔ ارضِ شام چونکہ انبیاء کی سرزمین ہے اس سلئے اللہ تعالیٰ اس کی بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ غیروں کی میراث ہو۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۲۵
فرمودہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ۱۹۰۲ء کا ہے جبکہ تمام تر فلسطین مسلمانوں سے ہی آباد تھا اور وہی اس پر قابض و حکمران تھے اس وقت اس کے خفیف سے خفیف آثار بھی نہیں تھے کہ یہود ساری دُنیا سے سمٹ کر ایک دفعہ پھر فلسطین میں آجمع ہوں گے اور اس پر قبضہ جمالیں گے۔ تاہم آپؑ نے قرآنِ مجید کی پیشگوئیوں کی رُو سے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ انبیاء کی یہ سرزمین ایک دفعہ مسلمانوں کے ہاتھ سے پھر نکلے گی۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اِس سرزمین کا اصل اور حقیقی وارث قرار دیا ہے اس سلئے یہ سرزمین انہیں پھر مل کر رہے گی۔ اور پھر دائمی طور پر وہی اِس پر قابض و حکمران رہیں گے۔ بعدازاں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۷ء میں آپ کو بعض ایسے الہامات ہوئے جن میں آگے چل کر فلسطین میں رُونما ہونے والے واقعات کی خبر دی گئی تھی۔ ان میں سے ایک الہام تھا "بلائے دمشق" اور دوسرا الہام تھا "ردِّ بلا" اور تیسرا الہام تھا "مَصَالِحُ الْعَرَبِ۔ مَسِيْرُ الْعَرَبِ"۔ ان الہامات میں آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ دمشق کا علاقہ (جو شام اور فلسطین پر مشتمل ہے) بہت بڑی بلا کا مُنہ دیکھے گا لیکن بالآخر وہ بلا دُور ہو جائے گی۔ اور ہو گی بھی تمام عربوں کی متحدہ کوششوں سے۔ کیونکہ مصالح کے معنے ہیں راست، صحیح اور نیک تجاویز کے۔ اور مَسِيْر کے معنے ہیں چلنا۔ لہٰذا مَصَالِحُ الْعَرَبِ کے معنے ہوئے عرب کے لئے نیک تجاویز اور مسیر العرب کے معنے ہوئے اہلِ عرب کا چلنا۔ اس میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ نزولِ بلا کے وقت عربوں کے لئے راست قدم یہی ہوگا کہ وہ مل کر اُٹھ کھڑے ہوں اور کندھے سے کندھا ملا کر چلیں۔ اگر وہ مل کر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور باہم متحد ہوکر حالات کا مقابلہ کریں گے تو ارضِ فلسطین پر جو بلا مسلط ہوگی وہ عربوں کی متحدہ کوششوں سے ہی دُور ہو گی۔ یعنی وہ یہودی جو دُنیا کے کونہ کونہ سے چل کر فلسطین میں آجمع ہوں گے۔ اور اس پر قابض ہوجائیں گے عربوں کے باہم متحد ہوکر مقابلہ کرنے کے نتیجہ میں فلسطین سے نکلنے پر مجبور ہوجائیں گے اور اِس طرح مسلمانوں کو ان کی اپنی میراث پھر مل جائے گی۔

پھر حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہود کے فلسطین پر قابض ہونے اور وہاں سے نکالے جانے کا ہی ذکر نہیں فرمایا بلکہ عربوں کو یہ تسلی بھی دی کہ وہ آپؑ ہی کی دُعاؤں اور توجۂ رُوحانی کے نتیجہ میں کامیاب ہوں گے چنانچہ آپؑ نے عرب اقوام کے بارہ میں فرمایا :-

"وانی معکم یا نجباء العرب بالقلب والرّوح۔ وانّ ربّی قد بشّرنی فی العرب والھمنی ان امونھم واریھم طریقھم واُصلح لھم شئونھم۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

یعنی اے عرب کے شرفاء میں دِل و جان سے تمہارے ساتھ ہوں۔ اور میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ مَیں ان کی خبر گیری کروں اور انہیں راستہ دکھاؤں۔ اور ان کا حال درست کروں۔

اسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت جسے اللہ تعالیٰ نے تائید و حمایتِ اسلام کی غرض سے قائم فرمایا ہے یہود کے بالمقابل قلب و روح کی گہرائیوں یعنی دل و جان سے عربوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ دن رات ان کی فتح اور کامیابی کے لئے دعائیں کر رہی ہے۔ اور جب ۱۹۴۸ء میں امریکہ اور روس کے باہمی گٹھ جوڑ اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سرزمینِ فلسطین میں "اسرائیل" کے نام سے یہودیوں کی نام نہاد مملکت معرضِ وجود میں آئی تو اس ظلمِ عظیم کے خلاف سب سے زوردار آواز امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہی بلند کی۔ اور انہیں خدائی الہام "مصالح العرب۔ مسیر العرب" کے مطابق کامیابی کی راہ دکھاتے ہوئے نہ صرف عربوں کو بلکہ پورے عالمِ اسلام کو یہودیوں کے خلاف باہم متحد ہونے کی پُرزور تلقین فرمائی چنانچہ آپؓ نے اپنے معرکہ آرا مضمون "اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ" میں رقم فرمایا:-

"پہلے فرداً فرداً یورپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں مگر اب مجموعی صورت

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

اقوامِ عالم کا موعود

مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی مقیم قادیان

اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے۔ انسان کی پیدائش کی اصل غرض ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

یعنی انسان کی پیدائش کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ خدا کا عبد بنے اور اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کرے۔ قرآن مجید نے یہ بھی بتایا کہ انسان جب پیدائش کی اہم غرض کو پورا کرتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے تعلقات قائم کرتا ہے۔ تو اشرف المخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔ اور جب اس غرض کو بھلا کر خدا سے منہ موڑ لیتا ہے تو ارذل المخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔ مجموعی لحاظ سے جب انسان کی اکثریت خدا کو بھلا کر مادہ پرستی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو یہ زمانہ روحانی لحاظ سے تاریکی اور ظلمت کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جب جب بھی دنیا میں ظلمت چھائی اور گناہوں کی کثرت ہوئی لوگ اپنے خالق مالک کو بھول گئے۔ تب تب ہی خدا نے اپنی مخلوق پر رحم کھا کر اوتار، رشی، منی پیغمبر، انبیاء، ہادی اور راہنما بھیجے جنہوں نے آکر دنیا میں انقلاب عظیم بپا کیا۔ مخلوق خدا کو گناہوں اور پاپوں سے چھڑا کر نیکی کی راہوں پر چلایا۔ اور از سر نو ان کا تعلق اپنے خالق و مالک سے قائم کیا۔ یہ آنے والے مہاپرش کسی ایک قوم یا ملک کے ساتھ مخصوص نہیں رہے۔ بلکہ ہر قوم اور ہر ملک میں ان برگزیدہ لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بھیجا۔ چنانچہ قرآن مجید اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

ان من امة الا خلا فیها نذیر (سورۃ فاطر آیت ۲۵)

ولکل قوم ھاد (رعد آیت نمبر ۸)

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت (نحل آیت نمبر ۳۸)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور جاتی میں نذیر بھیجے ہیں (۲) ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے مہاپرش اور ہادی بھیجے (۳) اللہ فرماتا ہے کہ ہر امت اور ہر جاتی میں ہم نے رسول بھیجے اور ان کے ذریعہ لوگوں کو یہ پیغام اور سندیش دیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو۔

ہندوستان میں آنے والے مہان اوتار جناب کرشن جی مہاراج نے بھی گیتا میں یہ پیغام دیا ہے کہ جب بھی دنیا والے خدا کو بھول جاتے ہیں دھرم کے اصولوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ادھرم کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ تب ہی لوگوں کے سدھار کے لئے دنیا میں ظاہر ہوتا ہوں۔

اسلامی تعلیم کے مطابق سب انبیاء اور اوتار رشی اور منی ایک ہی تعلیم لے کر ظاہر ہوتے رہے ہیں اس لئے کرشن جی مہاراج کے اس فرمان کا کہ میں دنیا میں ظاہر ہوتا رہوں گا۔ مطلب یہ ہے کہ مجھ جیسے انسان دنیا میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور روحانی اندھکار کو دور کرتے رہیں گے نیکی اور دھرم کا قیام کرتے رہیں گے **شری کرشن جی مہاراج** کے سنسکرت زبان میں کہے گئے شلوکوں کا ترجمہ اور اشعار میں یوں کہا گیا ہے۔

ہو جاتا ہے جب دھرم کا روبہ زوال
پا جاتا ہے ادھرم جب اوج کمال
اس وقت ہوا کرتا ہوں میں بھی ظاہر
اے راجہ بھرت کی باغباڑی کے نہال
جو نیک ہیں ان سب کو بچانے کیلئے
جو بد ہیں قضا ان کو بلانے کیلئے
ظاہر ہر ایک جگ میں ہوتا ہوں میں
دنیا کو دھرم پر چلانے کیلئے

چنانچہ جس طرح دیگر ملکوں میں بیشمار انبیاء اور رسول آئے اور ان کی گنتی ایک لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان ایسے مہان دیش میں ہزاروں رشی منی اوتار آئے۔ جنہوں نے سچائی کا بول بالا کیا اور جھوٹ کا ناش کیا۔

دھارمک اور مذہبی کتابوں سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ ظلمت اور تاریکی کے ادوار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار مہان پرش اور سادھو آتے رہے ہیں۔ وہاں قریباً سب دھارمک پستکیں اور مذہبی کتابیں اس امر پر بھی متفق پائی جاتی ہیں کہ اس سنسار میں ایک گھور اندھکار کا زمانہ پھر آنے والا ہے۔ اس کو ویدک دھرم پستکوں میں کل یگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے اس زمانہ کو آخری زمانہ یا قیامت کا زمانہ قرار دیا ہے۔ علمائے اسلام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہ امر مستنبط کیا ہے کہ قرآن مجید و احادیث نے جس زمانہ کو آخری یا قیامت کا زمانہ قرار دیا ہے وہ مسلمانوں کے کیلنڈر کے لحاظ سے چودھویں صدی کا زمانہ ہے۔

اس آنے والے زمانہ کے بارے میں دھارمک پستکوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس زمانہ میں لوگ کثرت سے پاپوں میں مبتلا ہوں گے۔ نیکی کی طرف رغبت بہت ہی کم ہو جائے گی بلکہ ختم ہو جائے گی۔ خدا اور اس کے فرستادوں کی تسلیم سے انسان یکسر غافل ہو جائے گا اور اس طرح روحانی لحاظ سے وہ تاریکی اور اندھکار کا زمانہ ہوگا۔ اور اس تاریکی کے دور کرنے کے لئے ایک اوتار کا ظہور ہوگا اس سلسلہ میں چند دھارمک کتب کے حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں۔

مہابھارت ویدک دھرم میں ایک مسلمہ اور مستند کتاب ہے جسکو مذہبی لحاظ سے بھی اونچا درجہ حاصل ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"**کل یگ** کے دور میں اندھیا دھند ادھرم کی عمل داری ہوتی ہے۔ جھوٹ، فریب، تپیا، غصہ لالچ وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے انسان کو خراب اعمال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جپ تپ، پوجا پاٹھ برت، ہون ایسے تمام نیک کام برہمن تک چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروں کا کیا ذکر ...... سادھوؤں سنتوں کی خدمت گذاری سے کچھ کام نہیں رہتا۔ فکر رہتا ہے تو یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ شودروں کا عروج ہوتا ہے وہ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ غلے بے مزہ اور پھل بد ذائقہ ہو جاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں .. درختوں کی بارآوری کم ہو جاتی ہے۔ گایوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ مناسب اوقات پر پانی نہیں برستا اور بارش سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں ...

... برہم چاری خوب مال سمیٹتے ہیں۔ گوشت کھاتے شرابیں اڑاتے ہیں عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔

یہ لکھا ہے کہ جس وقت کل جگ آیا سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ ہوں گے زمین کانپ اٹھے گی۔ .... لوگ ادھرم کریں گے دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے جب اس طرح دھرم کا پہاڑ چھلکنے کو ہوگا۔ تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑے گی کہ کلنکی اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئیں گے۔ دھرم کی بیل ہری ہوگی۔"

(مہابھارت ادھیائے نمبر ۱۸۹۔ ۱۹۰)

قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں ایک اہم کتاب "اقتراب الساعۃ" طبع ہوئی جس میں آخری زمانہ کی یہ علامات لکھی ہیں کہ

"آخری زمانے میں عابد جاہل ہوں گے قاری لوگ فاسق ہوں گے۔ میاں بی بی کی اطاعت کرے گا۔ لیکن ماں کی نافرمانی کرے گا... مسجدوں میں شور ہوگا۔ گانے والے ظاہر ہوں گے ... حرامزادے بہت ہوں گے برسرعام زنا ہوگا.... عالم اس لئے علم سیکھیں گے کہ روپیہ پیسہ پیدا کریں۔ ..... قرآن کو تجارت ٹھہرا دیں گے... لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کریں گے۔ لوگوں کی ہمت پر پیٹ ہوں گے۔ ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی۔ اور ان کا دین روپیہ پیسہ ہوگا۔ .... خطیب زیادہ ہوں گے لیکن ان کا دین روپیہ پیسہ ہوگا امر بالمعروف بہت کم ہوگا۔ قرآن کو آراستہ اور مزین کریں گے۔ لیکن اس پر عمل نہ کریں گے۔ مسجدوں میں نقش و نگار بنائیں گے۔ ... دل ویران ہوں گے شراب پی جائے گی عورت شوہر کی تجارت میں شریک ہوگی۔ مرد عورتوں کی شکل بنائیں گے۔ اور عورتیں مردوں کی شکل بنائیں گی۔ .... غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ ... باپ کی نافرمانی کریں گے۔ بوڑھوں کی اطاعت کریں گے۔ گانے والیاں اور باجوں کو اختیار کریں گے۔ ... علم کو فخر جانیں

... رشوت لیں گے۔ جوا کھیلیں گے۔ جلے۔ باجے مزار پر بجائیں گے وغیرہ وغیرہ

یہ نشانیاں درج کرنے کے بعد اس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ سب کی سب موجود ہیں بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہیں۔

یہ کتاب تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں لکھی گئی۔ اور اب چودھویں صدی کا آخر آرہا ہے جبکہ یہ نشانیاں سب کی سب پوری ہو چکی ہیں۔ تیرھویں صدی کے آخر میں علماء کرام ان نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھکر اس بات کی زبردست امید لگائے بیٹھے تھے کہ اب جلد ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ "حجج الکرامہ" میں نواب صدیق حسن خاں صاحب نے "تیسیف سول" میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے۔ "اربعین فی احوال المہدیین" میں حضرت سید اسماعیل صاحب شہید نے حضرت شاہ عبد العزیز کے حوالے سے لکھا ہے کہ بارہ سو ہجری کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کرنا چاہیئے۔

قریبًا اسی قسم کی علامات عیسائی مذہب میں بھی ملتی ہیں چنانچہ لکھا ہے:۔

"آئندہ زمانہ میں لوگ گمراہ کرنے والی روحوں اور شیاطین کی تعلیموں کی طرف توجہ کریں گے۔ ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے"۔

(تمتھیس باب ۴ آیت ۱-۲)

پھر لکھا ہے:۔

"آخر زمانہ میں برے دن آئیں گے کیونکہ آدمی خود غرض ہوں گے۔ زردوست شیخی باز۔ مغرور۔ ماں باپ کے نافرمان ناشکرے۔ ناپاک۔ طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل۔ تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تند مزاج۔ نیکی کے دشمن دغاباز۔ ڈھیٹ۔ گھمنڈ کرنے والے خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے۔ وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے مگر اس کے اثر کو تبدیل کرنے والے نہ ہوں گے"۔

(تمتھیس نمبر ۲ باب نمبر ۳)

متی کی انجیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب اس قسم کے حالات پیدا ہوں گے۔ تو حضرت مسیح کی دوبارہ آمد ان کے ایک مثیل کے ذریعہ ہوگی۔ چنانچہ ان کی اس آمد کو ظہور کی سی آمد قرار دیا ہے۔ یعنی کسی اور جسم میں اور متی $\frac{15}{28}$ میں لکھا ہے۔ ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیں گے۔ اور اس میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کو نئی پیدائش سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا آخر زمانہ میں جب برے دن آئیں گے۔ اور تاریکی دنیا میں پھیل جائے گی۔ تو مثیل مسیح کا ظہور ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ یہ تاریکی دور ہوگی۔

ان تحریر کردہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے۔ ایک عرصہ سے تقریبًا سب مذاہب کے علماء و پنڈت اور وِدوان یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری مذہبی کتابوں میں جو علامات مذکور ہیں۔ وہ اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے اصلاح خلق کے لئے جلد ہی کوئی اوتار امام مہدی و مسیح ظاہر ہونے والے ہیں

مجھے یاد ہے کہ سنہ ۱۹۴۳ء میں ہندؤں میں یہ خبر بڑی مشہور تھی کہ یکم اگست ۱۹۴۳ء کو کرشن اوتار ضرور ظاہر ہو جائیں گے کیونکہ پنڈتوں کے حساب کے مطابق اس تاریخ کو کل یگ ختم ہو کر ست یگ شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ چیتاونی کے لیکھک پنڈت راج نارائن کھٹ شاستری نے یہ لکھا:۔

"یہ بات ناممکن ہے کہ بھگوان کا اوتار یکم اگست ۱۹۴۳ء سے پہلے پہلے نہ ہو۔ ان کا جنم ہو چکا ہے۔ اور وہ یکم اگست کو ظاہر ہوں گے۔ اور اسی وقت کل یگ ختم ہو کر ست یگ شروع ہوگا"۔

(چیتاونی ص۱)

پھر پنڈت لکشمی نارائن راج بیدوست نے چیتاونی ہندی میں یہ لکھا:۔

"ہندو شاستر کے انوسار یہ بات سدھ ہے کہ یکم اگست ۱۹۴۳ء کو ست یگ شروع ہوگا۔ اور اس وقت بھگوان کا اوتار ہوگا۔ جسکو سناتن دھرمی کلنکی بھگوان اور سکھ لوگ گرو کے نام سے پکاریں گے۔ اور مسلمان اس کو مہدی کا نام دیں گے۔ اور عیسائی اس کو حضرت مسیح کا روپ کہیں گے وہ گھوڑے پر چڑھ کر تلوار ہاتھ میں لے کر پاپیوں کا ناش کرے گا اور پاپ کا ناش کر کے دھرم قائم کرے گا"۔

(چیتاونی ہندی ص۴)

سنہ ۱۹۴۳ء میں کنبھ کا مشہور میلہ الہ آباد پریاگ میں ہوا تھا۔ اس موقعہ پر ہندو پنڈتوں کی ایک بھاری کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے مایہ ناز پنڈت شامل ہوئے تھے اس میں بھی انہوں نے تسلیم کیا کہ ست یگ یکم اگست ۱۹۴۳ء کو شروع ہو گیا اور اس وقت کرشن اوتار بھی ظاہر ہوں گے کیونکہ وہ نشانات پورے ہو چکے ہیں۔ جن کو ہندو گرنتھوں نے بھگوان کے جنم لینے کے پیش خیمہ بتایا ہے۔ الہ آباد سے ایک ماہانہ رسالہ ست یگ نکلا کرتا تھا اس سلسلہ میں ایڈیٹر صاحب ست یگ نے بھگت سورداس کی ایک پیشگوئی بھی شائع کی تھی۔ جو اس طرح ہے

ارے من دھیرج کیوں نہ دھرے
پورب پچھم اتر دکھن چہوں دش کال پڑے
گھور یدھ جگ ماہیں ڈیا پر جا بہت مرے
دشٹ دشٹ کو ایسا کاٹے جیسے کیٹ مرے
سُودیہ چندر کو راہو گرسے مرز بہت پڑے
ایک سہسر نو سوے اوپر ایسا یوگ پڑے
سورن پھول پرتیو پر لیوے پنچہ جگ رسنا پرے
سورداس یہ ہر کی لیلا ٹاری نہیں ٹرے

(ست یگ سنہ ۱۹۴۳ء)

ان اشعار میں بھگت سورداس جی کہتے ہیں کہ اوتار کے وقت خطرناک قحط پڑے گا لڑائیاں ہوں گی جسمیں مخلوق کیڑے پتنگوں کی طرح مرے گی اور سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ اور بیماری بہت پڑے گی۔ یہ تمام سمت ۱۹۰۰ میں ہوگا۔ اور اس وقت اوتار ظاہر ہوگا۔ آخر میں سورداس جی کہتے ہیں کہ یہ بات خدا کی طرف سے کہی گئی ہے۔ میں نے از خود اپنی طرف سے نہیں کہی۔

سورداس جی کی اس پیشگوئی کی تصدیق میں اسلامی اور مسیحی کتابوں میں اس امر کا تذکرہ موجود ہے۔ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے وقت سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ اور اس وقت جنگیں بہت ہوں گی چنانچہ متی کی انجیل میں لکھا ہے۔

"اور فورًا ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے۔ اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی"۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ "اس وقت سخت لڑائیاں ہوں گی۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آئیں گے۔

(انجیل متی باب نمبر ۲۴)

اور مسلمانوں میں یہ حدیث مشہور ہے۔ کہ حضرت محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ:۔

(ترجمہ) حضرت امام مہدیؑ کے وقت آسمان پر دو نشان ظاہر ہوں گے۔ چاند کو گرہن لگنے والی تاریخوں میں) پہلی تاریخ کو اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں دوسری تاریخ کو گرہن لگے گا۔ اور یہ بطور نشان کے جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی دوسرے مدعی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے

(دار قطنی جلد ۱ ص۱۸۸)

ان پیشگوئیوں کی روشنی میں ہندؤں کے علاوہ مسلمان اور عیسائی بھی حضرت امام مہدی و مسیح علیہ السلام کی آمد کے لئے مختلف تاریخیں مقرر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ عیسائی دنیا میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کے سلسلہ میں سنہ ۱۸۹۸ء سنہ ۱۸۶۲ء سنہ ۱۹۹۶ء کے سال مختلف حساب دانوں نے پیش کئے اور مسلمان علماء نے تیرھویں صدی کا آخر اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدی کا ظہور بتایا۔ لیکن ان مقرر کردہ تاریخوں کے مطابق ان کے نزدیک کوئی وجود ظاہر نہ ہوا۔ اور اب تو ناامید ہو کر کئی مذاہب والے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اب کوئی نہیں آئے گا لیکن معزز قارئین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید سے دو بعثتیں ثابت ہیں ایک وہ بعثت جو آپ کی "امیین" (غیر تعلیم یافتہ عربوں میں) میں ہوئی۔ اور دوسری بعثت "آخرین" میں ہونی تھی حضور کی دوسری بعثت بھی پہلی بعثت کی طرح تمام اقوام عالم میں ہونی تھی۔ اور آپ کی اس دوسری بعثت کے ذریعہ ہی تمام ان اقوام اور مذاہب کی پیشگوئیاں پوری ہونی تھیں۔ جن میں کسی اوتار نبی اور رسول کی آمد کی خبریں پائی جاتی ہیں۔ پس یہ آنے والا وجود کوئی معمولی وجود نہیں تھا اس نے ایک طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کامل ہو کر آنا تھا۔ اور دوسری طرف دیگر انبیاء کا مثیل ہو کر بھی آنا تھا۔ اور اس کا آنا قطعی اور یقینی تھا۔ اگر یہ وجود نہیں آتا تو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں بلکہ دیگر مذہبی کتابیں بھی جھوٹی ٹھہرتیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں شیعہ اصحاب کی کتب میں ایک عجیب بات لکھی ہے۔ کہ حضرت صادقؑ آل محمدؐ نے فرمایا "صاحب الامر (مہدی) میں انبیاء کی سنتیں ہیں موسٰی و عیسٰی و یوسف و حضرت محمد مصطفٰیؐ کی سنت ... سنت موسوی خوف و انتظار ہے اور سنت عیسوی اختلاف مردم ہے۔ اور سنت یوسفی ستر ہے کہ خدا ان کے اور خلق کے درمیان ایک پردہ حائل کر دے گا کہ اسے دیکھیں گے اور پہچانیں گے اور سنت محمدی یہ ہے کہ وہ ان کی راہ پر چلیں گے۔ اور ان کی سیرت پر عمل کریں گے

(الصراط السوی فی احوال الہدی ص۲۰)

وہ آنے والا عملی کامل پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوا۔ اور بعض نشانات نے اس کی گواہی دی جن کا تذکرہ مذہبی کتابوں میں موجود تھا۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک اس زمانے کا امام مہدی۔ مسیح۔ کرشن اوتار حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ ہیں۔ جو پیشگوئیوں کے مطابق بالکل وقت پر آئے۔ اور زمین و آسمان نے ان کے لئے گواہی دی۔ چاند اور سورج کو گرہن ہوا۔ اور آپ نے بابانگِ دہل یہ اعلان کیا کہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں اور اُن کی سنت پر چلتا ہوں۔ اور ان کی سیرت پر عمل کرتا ہوں۔ اور یہ کہ خدا نے مجھے مسلمانوں عیسائیوں اور ہندوؤں غرضکہ سب کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:—

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بھی بطور اوتار کے ہوں ..... یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر یہ ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

آج بلاشبہ ایک مامور من اللہ۔ مصلح اور اوتار کی ضرورت تھی۔ تمام اقوام اس زمانہ میں ایک مصلح کی منتظر ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سب اقوام کا مصلح ایک ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ مصلح آئیگا تو وہ مصلح نہیں ہوگا بلکہ مفسد ہوگا۔ اس لئے جملہ اقوام کا ایک ہی مصلح ہے۔ اور اس مصلح کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ضرورتِ زمانہ ہے۔ دنیا عملی و اعتقادی لحاظ سے گمراہ ہوکر خدائے قدوس کو چھوڑ بیٹھی ہے۔ دوسری طرف عالمگیر عذاب، وباؤں، قسمتوں اور جنگوں کی صورت میں رونما ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ اتمامِ حجت کے بغیر عذاب نہیں بھیجتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

> ولو اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیاتک من قبل ان نذل ونخزیٰ۔ (طٰہٰ ع)

خدا فرماتا ہے کہ ہم اگر لوگوں کو اتمامِ حجت کئے بغیر عذاب سے تباہ کر دیتے تو ضرور یہ کہہ سکتے تھے کہ اے ہمارے رب کیوں تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہ بھیجا۔ کہ ہم تیرے نشانات و بیّنات کی اتباع کرکے راہِ حق پر گامزن ہوجاتے۔ اور اس ذلت و رسوائی سے بچ جاتے۔

اس سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے عین وقت پر اس زمانہ کے موعود امام اور مصلح کو قادیان میں مبعوث فرمایا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنی بعثت کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک نہایت ہی لطیف بات بیان فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ آپ کی بعثت چودھویں صدی ہجری میں کیوں مقدر تھی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:—

"کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا۔ اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دُگنا کیا جائے تو چودہ ہوتے ہیں۔ لہذا چودھویں صدی کا سر مسیح موعود کے لئے مقدر تھا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جس قدر قوموں میں فساد اور بگاڑ حضرت مسیح کے زمانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پیدا ہوگیا تھا اس فساد سے وہ فساد دوچند ہے جو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔"

(اربعین ۳ ص۱۸)

سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ان الفاظ کو ایک طرف رکھئے اور دوسری طرف اقوامِ عالم کے حالات پر نگاہ ڈالئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ "معصیت کے بازار گرم ہیں بلکہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ تمرد۔ سرکشی۔ طغیان اور عصیان میں دوچند اضافہ ہوگیا ہے۔ دعوتِ معصیت اس شان بان سے دی جارہی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ خوراک نہ ملے نہ سہی۔ سارے عالم میں آگ کی بارش ہو۔ خون کے دریا بہیں۔ سینما تھیٹر۔ بائیسکوپ کی رونق میں کوئی کمی نہیں بلکہ ترقی ہی ترقی ہو رہی ہے۔ شراب خوری حرام کاری میں ہر دن ترقی ہے۔ گو دائے بدحالی کہ نیک کاموں سے ہر روز نفرت و حقارت پیدا ہوتی جارہی ہے۔" (اہلحدیث)

یہ حال صرف ایک قوم کا نہیں سب قوموں کے لیڈر یہ شور مچا رہے ہیں کہ آج ہم اخلاق سے عاری ہوچکے ہیں۔ اور ہم طرح طرح کی بدیوں میں مبتلا ہوچکے ہیں۔ دھرم اور کرم کو چھوڑ چکے ہیں۔ پس ضرورتِ زمانہ کے مطابق قوموں کا موعود بر وقت آچکا ہے۔ اس برگزیدہ انسان کو سعید الفطرت اور نیک لوگوں نے قبول کیا ہے اور اس موعود مصلح نے اس زمین میں ایک نیک تخم بو دیا ہے اور صالحین کی ایک جماعت قائم کردی ہے۔ یہ تخم انشاء اللہ آہستہ آہستہ نشو و نما پائے گا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے مطابق ایک دن یہ ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے نیچے آرام کریں گے۔ انشاء اللہ۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جلوہ افروز ہوا ابن کے تو احمدؐ کا بروز
کیا ہی ارفع ہے تری شان غلام احمدؑ

نتیجۂ فکر جناب ابوسعید صاحب مہاجر مدراس

تو نے پائی ہے عجب شان غلام احمدؑ
ترے صدقے ترے قربان غلام احمد

ڈال دی تو نے بھی مانندِ مسیحا لاریب
قلبِ مُردہ میں نئی جان غلام احمد

ترے فیضانِ ہدایت سے ہزاروں گمراہ
بن گئے سچے مسلمان غلام احمد

بہرِ اُمت جو ہے فرمانِ خدا اور رسولؐ
وہی ہے تیرا بھی فرمان غلام احمد

علمِ قرآن کے جاری کئے تو نے چشمے
پہونچا ہر جا ترا فیضان غلام احمد

رحمتِ خاص سے اپنی تجھے خالق نے کیا
ماہرِ معنیٔ قرآن غلام احمد

شانِ اسلام کو پھر لا کے ثریا سے کیا
تو نے تجدید کا سامان غلام احمد

تو مجدّد بھی ہے، مہدی بھی ہے عیسیٰ بھی ہے
اس میں شک کا نہیں امکان غلام احمد

جلوہ افروز ہوا ابن کے تو احمدؐ کا بروز
کیا ہی ارفع ہے تری شان غلام احمد

جو تعصب کی نظر سے تجھے دیکھیں اُن کو
کس طرح ہو تری پہچان غلام احمد

جس کا جی چاہے وہ آجائے صداقت کی طرف
عام ہے یہ ترا اعلان غلام احمد

ہے وہ بدبختِ ازل دیکھ کے بھی تیرے نشاں
تجھ پہ جو لائے نہ ایمان غلام احمد

تو رہا جان سے احمدؐ کی غلامی پہ فدا
کیوں نہ تجھ پر ہو فدا جان غلام احمد

تیرے سمجھانے سے اسلام کو سمجھا میں نے
تجھ سے حاصل ہوا عرفان غلام احمد

کرلیا تو نے مہاجر کو زِ لطف و کرم
عمر بھر بندۂ احسان غلام احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض دشمنوں کا انجام

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مقیم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد آپ کے ساتھ مامورین و مرسلین کی سنّت کے مطابق آپ کے مخالفین نے وہی رویہ اختیار کیا جس کے بارہ میں قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر ہے :-

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔

(سورہ یٰسین)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ اپنے قانون جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا کے مطابق سلوک کا اعلان فرمایا وہ مخالفین جنہوں نے آپ کے تعلق سے مقطوع النسل ہونے کی پیشگوئیاں کرکے مخلوقِ خدا میں اپنی ولایت اور کرامت کا جا بجا جھوٹا پروپیگنڈا اور چرچا شروع کر رکھا تھا ان کے بارہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا :-

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ

یعنی آپ کا دشمن ہی ابتر رہے گا۔ اِس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی۔ ہر ایک جو دشمنی کے لئے اٹھا اُس کو نیچے گرایا ......

ہر ایک نے جو میرے پر بد دُعا کی میرے آقا نے وہ بد دُعا اسی پر ڈال دی۔ جیسا کہ لیکھرام بد قسمت نے اپنی جھوٹی خوشیوں پر بھروسہ کرکے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائے گا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا۔ اور کوئی نسل اس کی دُنیا میں نہ رہی۔"

"ایسا ہی عبدالحق غزنوی اٹھا اس نے مباہلہ کرکے اپنی بد دُعاؤں سے میرا استیصال چاہا۔ سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی وہ سب مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے۔ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ تقریباً تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی۔ یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے۔ مگر عبدالحق منقطع النسل رہا۔ جو مرنے کے حکم میں ہے۔ اور ایک ذرّہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت نہ ملی۔ اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی۔ اور اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہو گیا۔"

(حقیقۃ الوحی)

اِسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں :-

"عبدالرحمٰن محی الدین علما کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اس کا اثر تھا۔ علاوہ اس کے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا۔ اور اس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں۔ پس یہی بھید ہے کہ اس کے الہام کے بعد جس کی رُو سے وہ میری ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا، خدا نے اُسے ہلاک کیا اور میرے پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد اُس پر دروازہ نسل بند کر دیا۔ اور مجھے اس کے الہام کے بعد تین بیٹے اور دیئے کہاں گیا اس کا الہام ان شانئک ھو الابتر۔ کون اس میں شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اس کا پورا ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا اور میں ہلاک ہو جاتا۔ اور اُس کے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا آگے اُن کا تو پیرزادگی کا خاندان تھا ہی۔ پس اس کرامت سے لکھو کے والا اسم با مسمّٰی ہو جاتا اور لاکھوں انسان لکھو کے والا کی طرف رجوع کرتے اور خدا تعالیٰ نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں لکھ توں ککھ کر دیا اور حج کرنا بھی اس کو مفید نہ ہوا۔ وہ مکہ معظمہ مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہوا۔ نہ کعبہ نمانہ کو جا نہیں سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی)

پھر فرماتے ہیں :-

"تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نومسلم لدھیانوی کی نسبت الہام ہوا تھا اِنَّ شانئک ھو الابتر دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اس وقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر ۱۶ یا پندرہ برس کا موجود تھا۔ اور اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ برس کے ایک بچہ بھی اس کے گھر میں نہ ہوا۔ اور پہلا لڑکا اس کا بموجب الہام موصوف کے اس قابل نہیں کہ اس سے نسل جاری ہو سکے۔ پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی)

غرض یہ چند نشان تو اس قبیل سے بطور نمونہ مشتے از خروارے تحریر کئے ہیں۔ ورنہ اس کے مصداق بے شمار اعداء ہیں۔ ایسے اعداء کے انجاموں کی داستان تاریخ احمدیت کا ایک مستقل باب ہے۔ کاش کہ دنیا اس سے درسِ عبرت حاصل کرے ـــــ!!

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قلمی دوستی!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء میں یہ ارشاد فرمایا کہ :-

"ایک اور بات جس کا میں اعلان کرنا چاہتا ہوں وہ "قلمی دوستی" ہے۔ یہ اُن چھوٹی چھوٹی باتوں میں سے ایک ہے جو ملک ملک کے درمیان قرب پیدا کرنے کے لئے ہے۔ قلمی دوستی ایک منصوبہ کے تحت عمل میں آنی چاہیئے۔ دُنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی قلمی دوستی کی مجالس میں شامل ہونے کے لئے اپنے نام پیش کریں۔ پھر ایک منصوبہ کے تحت اُن کی آپس میں دوستیاں قائم کی جائیں۔"

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں احباب سے درخواست ہے کہ جو احمدی دوست حضور کی اس تحریک میں حصّہ لینا چاہیں وہ مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی اپنی درخواستیں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان پنجاب کو بھجوا دیں تا حضور کی خدمت میں اُن کے اسماء ارسال کر دیئے جائیں۔ جن دوستوں نے پہلے ہی اپنے نام اس کے لئے پیش کئے ہیں اُن کو دوبارہ اپنا نام بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

کوائف :- ۱۔ نام۔ ۲۔ عمر۔ ۳۔ تعلیم۔ ۴۔ زبان دانی یعنی جس زبان میں خط و کتابت کر سکتے ہوں۔ ۵۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم سے کہاں تک واقفیت ہے۔ ۶۔ مکمل ایڈریس۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پروگرام دورہ انسپکٹر وقف جدید

مکرم سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید صوبہ بہار۔ بنگال اور اڑیسہ کی جماعتوں کا دورہ حسب ذیل پروگرام کے مطابق کریں گے احباب تعاون فرمائیں۔

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
شاہجہانپور	۱۷-۳-۷۴	۲	۲۰-۳-۷۴	رانچی۔ چائباسہ	۵-۴-۷۴	۱½	۷-۴-۷۴
آرہ	۲۱	۱	۲۲	جمشید پور	۷	۳½	۱۱
مظفرپور	۲۲	۱	۲۳	موسی بنی مائینز	۱۱	۳	۱۴
ہتھول	۲۳	½	۲۴	بھوبنڈار	۱۴	½	۱۴
مونگھیر	۲۴	۲	۲۶	کلکتہ	۱۵	۳	۱۸
ادرین	۲۶	½	۲۶	سورو	۱۹	۱	۲۰
بھاگلپور	۲۶	۲	۲۸	بھدرک	۲۰	۱½	۲۱
برہ پورہ	۲۸	۲	۳۰	تاراکوٹ	۲۱	½	۲۲
خانپور ملکی	۳۰-۳-۷۴	۲	۱-۴-۷۴	کٹک	۲۲	۲	۲۴
بلاری	۱/۴	۱	۲/۴	سری پار پدنیدا	۲۴	½	۲۵
پاکوڑ	۲	۱	۳	بھونیشور	۲۵	۱	۲۶
گیا	۳	۱	۴	کیرنگ	۲۶	۳	۲۹
اردل	۴	½	۵	نرگاؤں	۲۹	½	۳۰-۴-۷۴
				مانیکا گوڈا	۳۰-۴-۷۴	½	۳۰-۴-۷۴

تمنائے خلافت — اور — شاہ فیصل

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

آیت "استخلاف" کی رُو سے خلافتِ اسلامیہ، اسلامی نظام وحدت کا نقطۂ مرکزی ہے۔ مگر افسوس کہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صرف تیس سال تک خلافتِ راشدہ کی نعمت سے مسلمان متمتع ہوئے۔ پھر سیاسی اقتدار کے حصول کے لئے باہمی اختلافات و انتشار کا شکار ہونے کی وجہ سے اس نعمت خلافت کی قدر و قیمت بھی اُن کی نگاہ میں کم ہوتی چلی گئی۔ مگر تاہم کسی نہ کسی شکل میں اس نام نہاد خلافت کا وجود مسلمانوں میں قائم رہا۔ بالآخر سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے ساتھ ۱۹۲۵ء میں ترکی میں اس نام نہاد خلافت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی سیاسی اور اخلاقی اور روحانی اعتبار سے تنزل و ادبار کے گڑھے میں گرتے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضور کے مئی ۱۹۰۸ء میں وصال کے بعد جماعتِ احمدیہ میں آیتِ استخلاف کے ماتحت خلافتِ حقہ اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے قیام کی تمنا علامہ اقبال نے ان الفاظ میں کی تھی ؎

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ایک قابلِ فخر بات ہے کہ جماعتِ احمدیہ خلافت کی اس نعمت سے متمتع ہو رہی ہے، جس سے باقی عالمِ اسلام محروم ہے۔ اور اس نظام خلافت کی برکت سے جماعتِ احمدیہ اکنافِ عالم میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی وہ شاندار خدمات سرانجام دے رہی ہے جس سے مسلمانوں کی بادشاہتیں، حکومتیں اور سیاسی و مذہبی ادارے محروم ہیں۔ کیونکہ ان مسلمان حکومتوں کو اپنے ہی سیاسی اور اقتصادی اُلجھنوں سے فرصت نہیں۔ وہ کیسے تبلیغ اسلام کی سعادت کی توفیق پائیں۔ یہ مبارک کام تو جماعتِ احمدیہ کے حصہ میں ہی آیا ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

تمنائے خلافت اور شاہ فیصل

مسلمانوں کی موجودہ کس مپرسی اور زبوں حالی کو دیکھ کر اب شاہ فیصل سعودی عرب کے دل میں مسلمانوں میں خلافت کے قیام اور خود ادعائے خلافت کی تمنا پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ انگریزی اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی مورخہ ۲ فروری ۱۹۷۴ء کے صفحہ ۵ پر مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کا ترجمہ قارئین کرام کے علم و اطلاع کے لئے پیش ہے:-

"استنبول۔ یکم فروری۔ کثیر الاشاعت اخبار "GUNAYDIN" گوناڈین نے آج بیان کیا ہے کہ شاہ فیصل آف سعودی عربیہ۔ حکومت ترکی سے تیل کو سستے داموں دینے کے عوض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "مقدس زرہ بکتر" کی واپسی کا مطالبہ کریں گے۔

اخبار نے وزارت خارجہ کے قریبی حلقوں کے ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ فیصل خود اپنے لئے خلافت کے ادعائے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور مسلمانوں کے رُوحانی و جسمانی سربراہ ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ حکومتِ ترکی سے آنحضرت صلعم کے آثار و تبرکات کو واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جن کو سلطنتِ عثمانیہ کے شاہ سلیم نے حاصل کرنے کے بعد پندرھویں صدی میں اپنے "خلیفہ" ہونے کا اعلان کیا تھا۔

سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد ۱۹۲۵ء میں ترکی میں "خلافت" کو ختم کر دیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل تبرکات استنبول کے میوزیم کے ایک خاص حصہ میں رکھے ہوئے ہیں:-

۱۔ آنحضرت صلعم کی زرہ بکتر۔
۲۔ ریش مبارک کے بالوں کا ایک گچھا۔
۳۔ دانت مبارک۔ ۴۔ ایک جھنڈا
۵۔ ایک مکتوب گرامی۔ ۶۔ آنحضرت صلعم کی تلوار کا دستہ۔

اخبار "Gunaydin" رقمطراز ہے کہ شاہ فیصل نے حکومت ٹرکی کو اس بارے میں خطوط لکھے ہیں اور اس بارہ میں یوگنڈا کے صدر عیدی امین کی تائید بھی حاصل کی ہے اور جنرل امین نے وعدہ کیا ہے کہ وہ لاہور میں "اسلامی کانفرنس" کے موقعہ پر اس سوال کو اٹھائیں گے"۔

اب لاہور کانفرنس میں یہ سوال اُٹھایا نہ اٹھا اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ البتہ متذکرہ بالا خبر سے اتنا تو معلوم ہوا کہ عالمِ اسلام اور مسلمان حکمران "خلافت" کے قیام کے کس قدر متمنی ہیں۔ ہائے کاش! اُن کے اذہان و قلوب میں یہ بات آجائے کہ "خلافتِ حقہ اسلامیہ" جس کے قیام کے تم منتظر ہو وہ دُنیا میں "خلافتِ احمدیہ" کی شکل میں قائم ہو چکی ہے۔ اور اس خلافت کی برکات و فیوض سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ تمام دُنیا کے لوگ متمتع ہو رہے ہیں۔ آیئے آپ بھی اس خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائیے تاکہ ایک طرف اشاعتِ دین کا کام دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ دُوسری طرف مسلمان بھی انتشار و افتراق اور تنزل و ادبار کی حالت سے نکل کر اتحاد و اتفاق اور دینی و دنیوی برکات سے متمتع ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے اور منشاء ایزدی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عربوں کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قلب و روح کی وابستگی (بقیہ صفحہ ۶)

(بقیہ صفحہ ۶)

میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوتی ہیں آؤ ہم سب مل کر اُن کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسرے اختلافوں کو اُن امور میں سامنے لانا جن میں اختلاف نہیں نہایت ہی بے وقوفی اور جہالت کی بات ہے..... کیا اس موقع پر جبکہ اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا گیا ہے، جب مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ حقیقی طور پر خطرہ میں ہیں وقت نہیں آیا کہ آج پاکستانی، افغانی ایرانی، ملائی، انڈونیشین، افریقن اور ترکی یہ سب اکٹھے ہو جائیں اور عربوں کے ساتھ مل کر اس حملہ کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کی قوت کو توڑنے اور اسلام کو ذلیل کرنے کے لئے دشمن نے کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ کریم اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک دفعہ پھر فلسطین میں آباد ہوں گے لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے آباد ہوں گے فلسطین پر ہمیشہ کی حکومت تو عباد اللہ الصالحون کے لئے مقرر کی گئی ہے...... پس ہمیں چاہیئے کہ اپنے عمل سے اپنی قربانیوں سے اپنے اتحاد سے اپنی دُعاؤں سے اپنی گریہ و زاری سے .....فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو قریب سے قریب تر کر دیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایسا کر دیں تو اسلام کے خلاف جو رَو چل رہی ہے وہ اُلٹ پڑے گی عیسائیت کمزوری اور انحطاط کی طرف مائل ہو جائیگی اور مسلمان پھر ایک دفعہ بلندی اور رفعت کی طرف قدم اُٹھانے لگ جائیں گے"۔

(الکفر ملۃ واحدۃ مطبوعہ ۱۹۴۸ء)

قلب و رُوح اور دل و جان سے عربوں کے ساتھ وابستگی اُن کی خبرگیری و رہنمائی اور اُن کی بہتری و بھلائی کے جذبۂ بے پناہ کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی یہ دردمندانہ اپیل ۲۵ سال بعد رنگ لائی۔ عربوں اور عالمِ اسلام کے درمیان اتحاد کی طرح پڑی۔ اور انہوں نے اپنی متحدہ قوت اور نیک تدابیر کے ذریعہ جن میں میدانِ جنگ میں اسرائیل کی جارحیت کا کامیاب مقابلہ اور عربوں کی متحدہ تیل پالیسی شامل ہے، اسرائیل ہی نہیں اس کے طاقتور حلیفوں کو ایک دفعہ ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اگر عالمِ اسلام کا یہ اتحاد اور اُن کی اتحاد و اتفاق کی آئینہ دار [illegible]الح العرب (نیک تجاویز و تدابیر) اسی طرح بروئے کار آتی رہیں تو وہ وقت دُور نہیں ہے کہ جب عباد اللہ الصالحون کے دوبارہ فلسطین پر قابض ہونے اور دائمی طور پر قابض رہنے کی قرآنی پیشگوئی پُوری ہو کر اسرائیل کے وجود کو کالعدم کر کے رکھ دیگی۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دُنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو!!
(حضرت مصلح موعودؓ)

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے متعلق کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر وہ اس کے متعلق دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو مطلع کریں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۹۳۴ - میں سید اختر احمد ولد سید وزارت حسین صاحب قوم سید پیشہ تعلیم عمر ۶۲ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع اورین ڈاک خانہ اورین ضلع مونگھیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ر جنوری ۱۹۷۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-
(۱) محکمہ تعلیم حکومت بہار سے سبکدوش ہونے کے بعد مجھے مبلغ -/۴۸۲ روپے ماہانہ پنشن ملتی ملتی ہے (۲) اس کے علاوہ مجھے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف سے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار پٹنہ یونیورسٹی میں چند کلاسز لینے کے عوض میں تین سال تک ملیں گے۔ (۳) میں ان دونوں رقوم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتا ہوں۔ (۴) ان دونوں رقوم پر مجھے انکم ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو میں اپنی کل آمدنی میں منہا کر کے ۱/۱۰ حصہ ادا کروں گا۔ (۵) ہمارے والد صاحب نے غیر منقولہ جائداد ہم بھائی بہنوں میں تقسیم کر دی ہے۔ والد صاحب بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اس لئے اس غیر منقولہ جائداد کی آمدنی ابھی انہی کے پاس رہتی ہے۔ میرے پاس آنے کے بعد اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اور اس کی جو بھی آمدنی ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ یہ جائیداد ہمارے اپنے موضع اورین میں ہے۔ جس کا نام اور پتہ اوپر درج ہے۔ میرے حصہ کی جائیداد کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے جس کی تفصیل علیحدہ کاغذ پر دے دی گئی ہے۔ (۶) اس کے علاوہ جو بھی مزید آمدنی یا جائیداد پیدا کروں گا یا ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔
سید اختر احمد ۸ کوارٹر چجو باغ پٹنہ ۱ گواہ شد سید فضل احمد ۱۲-۱-۷۴
گواہ شد سید نصیر احمد۔

وصیت نمبر ۱۳۹۳۵ - میں محمد زاہد قریشی ولد محمد عابد قریشی قوم شیخ پیشہ طالب علم۔ عمر ساڑھے بارہ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن شاہجہان پور ڈاک خانہ شاہ جہان پور ضلع شاہجہانپور صوبہ یو۔ پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اپنی کوئی جائداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد میں سے جو حصہ ملے گا اور جو جائیداد میں خود پیدا کروں گا اس کے ۱/۱۰ (One Tenth) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) میرا جیب خرچ مبلغ دس روپے ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۳) میرے پاس پانچ سو روپیہ نقد جمع ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۴) اس کے علاوہ اور جو بھی میری آمدنی ہوگی اور جب اللہ کے فضل سے کچھ کمانے لگوں گا اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ادا کرتا رہوں گا۔ العبد محمد زاہد قریشی۔ احمدی اینڈ کو۔ بہادر گنج شاہ جہان پور۔
گواہ شد محمد عابد قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہ جہان پور۔
گواہ شد محمد صادق قریشی سیکرٹری مال شاہ جہان پور۔

وصیت نمبر ۱۳۹۳۶ - میں عابدہ انجم بنت محمد عابد قریشی قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ساڑھے پندرہ ۱۵½ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن شاہجہانپور ڈاک خانہ خاص شاہ جہان پور ضلع شاہ جہان پور۔ صوبہ یو۔پی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-
(۱) میری اپنی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اپنی آبائی جائیداد میں سے جو حصہ مجھے ملیگا اور جو جائیداد میں خود پیدا کروں گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
(۲) - مجھے مبلغ -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ (۳) میرے زیورات ۳ تولے سونے کے ہیں۔ ۲ تولے چاندی کے ہیں۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ (۴) میرے پاس دو ہزار چار سو چون (-/۲۴۵۴) روپے نقد ہیں۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ الامۃ عابدہ انجم بنت ڈاکٹر محمد عابد قریشی احمدی اینڈ کو بہادر گنج۔ شاہجہانپور - ۱۸/۱/۷۴ گواہ شد محمد عابد قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہجہانپور - ۱۸/۱/۷۴ - گواہ شد محبوب ظفرمند جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور۔ گواہ شد انوری خاتون صدر لجنہ اماء اللہ شاہ جہان پور ۱۸ر جنوری ۱۹۷۴ء

وصیت نمبر ۱۳۹۳۷ - میں حفیظہ قدوس بنت حاجی عبد القدوس صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر چھبیس ۲۶ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن شاہ جہان پور۔ ڈاک خانہ خاص۔ ضلع شاہجہانپور۔ صوبہ یو۔پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵-۱۲-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-
(۱) میری اپنی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد میں سے جو حصہ مجھے ملیگا یا جو جائیداد خود پیدا کروں گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
(۲) میری ماہوار آمدنی سو روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (۳) میرے زیور کل چودہ تولہ سونے کا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (۴) اس کے علاوہ جو کچھ میری آمدنی ہوگی اور جو جائیداد پیدا کروں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔
الامۃ : حفیظہ قدوس۔ احمدی اینڈ کو۔ بہادر گنج شاہ جہان پور۔
گواہ شد : محمد عابد قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہ جہان پور۔
گواہ شد : محبوب ظفرمند جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور
گواہ شد : انوری خاتون صدر لجنہ اماء اللہ شاہ جہان پور۔

وصیت نمبر ۱۳۹۳۸ - میں محبوب ظفرمند بنت حاجی عبد القدوس صاحب زوجہ محمد فاروق صاحب۔ قوم شیخ قریشی۔ پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ جہان پور ڈاک خانہ خاص۔ ضلع شاہ جہان پور۔ صوبہ یو۔پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ر جنوری ۱۹۷۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-
میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ محترم و مغفور والد صاحب کی جائیداد میں سے جو میرا حق و حصہ پہنچے گا اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔
میرا مہر مبلغ ۵۰۰۰ (پانچ ہزار) ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔
زیور کل ۳۰ تولہ سونے کا ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ میری ماہوار آمدن کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس اس وقت مبلغ ۳۰۰ روپیہ نقد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری اور کوئی جو آمدنی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔
الامۃ : محبوب ظفرمند اہلیہ محمد فاروق صاحب احمدی۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہ جہان پور۔ گواہ شد : محمد عابد قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہجہانپور۔
گواہ شد : محمد فاروق احمدی خاوند موصیہ ولد محمد عمر صاحب مرحوم۔ موصی نمبر ۷۳۹۰

مالی سال کی آخری سہ ماہی

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ختم ہونے میں صرف ایک ماہ باقی ہے

۳۰ر اپریل ۱۹۷۴ء کو مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت نیز عہدیداران مال ومبلغین کرام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکالتے ہوئے اس اہم کام کی طرف بھی خاص توجہ فرمائیں۔ اور کمی بجٹ کو جلد از جلد پورا کریں۔
بجٹ کی ۳۱/۱/۷۴ تک کی پوزیشن تمام جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے۔ عہدیداران مال ومبلغین کرام ہر نادہند اور بقایا دار کے پاس پہنچیں اور اس مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرمائیں تاکہ اُن کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو اور بشاشتِ قلبی سے اپنی سستی کا انسداد کر سکیں۔
احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس عہد کو سامنے رکھیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" جب آپ اس پر عمل فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اپنے کئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ؛

ناظر بیت المال آمد قادیان

مختلف مقامات پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

جماعتِ احمدیہ سکندرآباد

بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۷۴ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ الہ دین بلڈنگ میں جلسہ مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ سب سے پہلے محترم حافظ صاحب الہ دین صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ اس کے محترم مسیح الدین الہ دین صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھی بعد ازاں محترم مولوی عبدالکریم صاحب ملکانہ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا پس منظر بیان کیا۔ اس کے بعد محترم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین نے سو مجھے بشارت ہو تا خدا کی رحمت و غفوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد خاکسار نے مرکز کا اعلان سو سالہ عظیم الشان منصوبہ اور ۱۴ فروری ۱۹۷۴ء کے اخبار بدر سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ضروری اور اہم پیغام پڑھ کر سنایا اور جلد سے جلد وعدہ لکھانے کی درخواست کی۔ اس کے بعد محترم مولوی عبدالکریم صاحب ملکانہ نے خوش الحانی سے نونہالان جماعت نظم پڑھی۔ اس کے بعد آخری تقریر "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا تا نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا" پر مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ حیدرآباد نے فرمائی۔ آپ کی تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی جسمیں آپ نے تفصیلی رنگ میں ہر ایک حصہ پر روشنی ڈالی بعد ازاں صدر جلسہ جناب محترم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی حاضری تھی۔ اور مستورات بھی کثیر تعداد میں جمع ہوئیں۔ بعد برخواست جلسہ تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین؛

خاکسار۔ بشیر الدین الہ دین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سکندرآباد

جماعتِ احمدیہ ہبلی

بتاریخ ۲۲؍۲ بعد نماز مغرب دارالتبلیغ ہبلی میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد زیر صدارت حضرت صاحب منڈا سگور عمل میں آیا۔ مکرمی عبداللطیف صاحب بی کام کی تلاوت کلام پاک اور مکرمی محبوب صاحب کی نظم خوانی کے بعد محترم صدر صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔ اور اس کے بعد اس کا پس منظر بتایا۔ بعد ازاں خاکسار نے مصلح موعود کے کارنامے پر تقریر کی اور ساتھ ہی ثابت کیا کہ پیشگوئی کا کامل مصداق حضورؓ ہی تھے۔

بعد دُعا یہ تقریب برخواست ہوئی کافی تعداد میں احباب نے شرکت کی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خاکسار۔ مظفر احمد فضل مبلغ ہبلی

جماعتِ احمدیہ رشی نگر

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۴ء بوقت ڈیڑھ بجے زیر صدارت مکرم عبدالسبحان صاحب گنائی صدر جماعت جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد بمقام مسجد احمدیہ رشی نگر ہوا۔ تلاوت کلام پاک مکرم غلام رسول صاحب پڈر نے کی۔ نظم حضرت مصلح موعود پر عقیدت کا سلام مکرم عبدالحی صاحب گنائی سابق سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ نے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں پہلی تقریر مکرم مولوی غلام احمد شاہ مبلغ سلسلہ نے فرمائی جس میں موصوف نے حضرت مصلح موعودکے دینی کارناموں پر روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم عبدالسبحان صاحب صدر جماعت نے احباب کو حضرت مصلح موعودؓ کے فرمودات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور پابند صوم صلوٰۃ رہنے کی تلقین فرمائی۔ پردہ کی رعایت سے اس تقریب میں مستورات نے بھی شرکت فرمائی۔ اور ۴ بجے شام بعد دعا یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اسی روز خاکسار نے بعد نماز مغرب احباب جماعت کو بدر کا ایک اہم مضمون کشمیری میں ترجمہ کر کے سنایا۔

خاکسار۔ عبدالسلام ڈار قائد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر (کشمیر)

جماعتِ احمدیہ سرینگر

آج مورخہ یکم مارچ ۱۹۷۴ء کو جماعت کی طرف سے مسجد احمدیہ بٹہ مالو میں دوبارہ بعد نماز جمعہ محترم ماسٹر نذیر احمد صاحب نائب صدر جماعت سرینگر کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منایا گیا۔ اگرچہ یہ جلسہ ۲۰ فروری ۱۹۷۴ء کو منانا تھا۔ لیکن بوجہ شدید بارش و برف باری اس روز نہیں منایا جا سکا۔

جلسہ کی کاروائی خواجہ عبدالعزیز صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ محترم عبدالکریم صاحب ملک نے حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق پیشگوئی پڑھ کر سنائی بعدہ محترم محمد مقبول صاحب راٹھر نے نظم سنائی

پہلی تقریر محترم بابو غلام رسول صاحب سرینگر نے کی آپ نے حضرت مصلح موعود کے چیدہ چیدہ کارنامے بیان فرمائے۔ ان کے بعد محترم مولوی غلام نبی صاحب مبلغ نے خطاب فرمایا۔ اور واضح کر دیا کہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ ہی وہ مصلح موعودؓ تھے۔ جن کے بارے میں اس قسم کی عظیم الشان پیشگوئیاں پہلے ہی سے کی گئی تھیں اور یہ پیشگوئیاں ان ہی کی ذات پر ... چسپاں ہوتی ہیں۔ ازاں بعد محترم ماسٹر نذیر احمد صاحب نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی کام پر خاص کر روحانی کام پر مامور فرماتا ہے تو وہ اس میں اس قسم کی استطاعت بھی دیتا ہے۔ آپ نے چند واقعات ذکر کئے۔ جلسہ بخیر و خوبی برخواست کیا۔

خاکسار۔ ملک عبدالکریم

جماعتِ احمدیہ موسیٰ بنی مائینز

جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز میں ۲۴ فروری کو بروز اتوار جلسہ منعقد کیا گیا۔ شیخ ابراہیم صاحب نے صدارت کی مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ رات کے آٹھ بجے جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم جناب نذیر احمد صاحب نے کی اور نظم جناب رونق صاحب نے بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔

پہلی تقریر جناب خلیل احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پس منظر کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر محترم جناب نائب صدر مبارک احمد صاحب نے کی آپ کی تقریر کا عنوان تھا حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے آپ نے تفصیل کے ساتھ جوبلی فنڈ کی غرض وغایت اور وعدہ جات کی مقدار پر روشنی ڈالی اور جلد از جلد اپنا وعدہ لکھوانے کی تلقین فرمائی۔ تیسری تقریر محترم جناب مجدد خاں صاحب نے مصلح موعودؓ کی بابرکت خلافت کے موضوع پر کی آخر میں محترم صاحب نے چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام سنا کر جوبلی فنڈ کے وعدہ جات احباب سے لکھوائے۔ رات کے دس بجے یہ جلسہ دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار۔ محمد لطیف الرحمان احمدی

جماعتِ احمدیہ تیماپور

بتاریخ ۲۰ فروری بمقام مکہ مسجد بعد نماز مغرب جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ اس مبارک جلسہ کی صدارت مکرم جناب احمد معین صاحب سعیدی وکیل نے کی جلسہ کی کاروائی کا آغاز جناب عبداللہ صاحب قریشی کی تلاوت سے ہوا بعد ازاں جناب وسیم احمد صاحب متعلم نے ایک نظم بعنوان "احمدی بچہ کا گیت" پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر جناب عبدالعزیز صاحب استاد سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ نے کی بعنوان "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ کی بعد میں مکرمی نصیر احمد صاحب متعلم نے ایک نظم بعنوان "نونہالان جماعت سے خطاب" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں جناب نعیم احمد نے حضرت مصلح موعودؓ کی کئی صفات میں سے "وہ جلد جلد بڑھے گا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" پر مختصر اور احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔ بعد ازاں جناب کے شفیق احمد نے نظم بعنوان "اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ" پڑھ کر سنائی صدارتی تقریر جناب سعیدی صاحب نے کی بعد ازاں جناب صدر صاحب نے دعا کرائی جسمیں خاص طور پر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے بھی دعا کی گئی۔ اس کے بعد جلسہ کی کاروائی کا اختتام ہوا۔

خاکسار۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ تیماپور

جماعتِ احمدیہ پینگاڈی

پینگاڈی میں لوکل جماعت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰-۲-۱۳۵۲ بعد نماز مغرب و عشاء کے بعد مکرم جی عبدالرحیم صاحب کی صدارت میں یوم مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب منعقد ہوئی۔

مکرم الہبی وی قمرالدین صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد صدر صاحب نے بعض ترجمی امور پر روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ، سی ایچ عبدالقادر صاحب پی احمد صاحب نے ایک ایک تقریر کی۔ تقریباً رات کو آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر پروگرام اجتماعی دعا کے ساتھ ختم ہوا۔

خاکسار۔ این کجی احمد سیکرٹری تبلیغ

جماعتِ احمدیہ یادگیر

بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلسہ یوم مصلح موعودؓ ۲۰ فروری کو ہم نہ کر سکے بلکہ اس کی بجائے ۲۴ مارچ کو جلسہ ہوا۔ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل کھیلوں کا پروگرام شروع کر دیا گیا۔ اوّل دوم آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے اس مرتبہ "نشانہ غلیل اور سائیکل ریس" کو خاص اہمیت دی گئی۔

کیونکہ نشانہ نلیسل اور سائیکل ریس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی تازہ تحریک ہے۔

یکم مارچ کی رات کو مسجد احمدیہ کے احاطہ میں کبڈی کا فائینل میچ تھا۔ کھیل دیکھنے کے لئے احباب جماعت اور مستورات کے علاوہ غیراز جماعت احباب اور بعض ہندو بھائی بھی تشریف لائے تھے۔ رات کو کھلاڑیوں کی سہولت کے لئے مرکیوری بلب لگائے گئے تھے۔ رات کے ایک بجے تک میچ رہا۔ اور احباب اپنے اپنے گھروں کو واپس تشریف لے گئے۔ صبح معلوم ہوا بلا استثناء سب کی آنکھیں متاثر ہو چکی ہیں۔ خاکسار کی آنکھوں میں معمولی تکلیف تھی۔ لیکن اکثر کی آنکھوں میں ورم آچکا تھا۔ اور شدید تکلیف تھی۔ صبح خاکسار نے بعض خدام کی معیت میں جنکو تکلیف کم تھی۔ دوسرے خدام اور احباب کے گھروں کا چکر لگایا۔ اور مختلف قسم کی ادویات کا انتظام کیا۔ جب محترم امیر صاحب کو اس بات کا علم ہوا۔ وہ بھی بے چین ہو کر گھر سے نکلے۔ اور ان تمام متاثرہ احباب کو اپنے پاس بلوا کر آنکھ میں دوائی ڈالتے رہے۔ خدا تعالےٰ کا فضل ہوا دوپہر تک۔ اکثر احباب و خدام کے آنکھ کی تکلیف کم ہو گئی۔

جلسہ گاہ کی تیاری:۔ مسجد احمدیہ کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کی تیاری مکرم عبدالقادر صاحب اکرنسٹ کے سپرد تھی۔ فرشی کا کام مکرم عبدالعظیم صاحب اور مکرم مظفر احمد صاحب کے ذمہ تھا۔ لائٹ کا انتظام مکرم فضل الرحمان بوودی کے ذمہ تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں خادموں نے جلسہ گاہ کو سبز رنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ کر دیا۔ پیشگوئی مصلح موعودؓ چونکہ سبز اشتہار میں شائع ہوئی تھی۔ لہذا سبز رنگ کے جھنڈیوں کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ جلسہ گاہ کے پیچھے یعنی مردانہ جلسہ گاہ سے ملحق زنانہ جلسہ گاہ بنایا گیا۔ تاکہ مستورات بھی مردوں کے شانہ بشانہ پردہ کی رعایت سے جلسہ سن سکیں۔ بہرحال خدام نے بڑی جانفشانی سے کام کیا خدا تعالےٰ ہمارے خدام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جلسہ کا آغاز:۔ رات کے ٹھیک ۶½ بجے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب، امیر جماعت کی زیر صدارت جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی مکرم اعجاز احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم ولی الدین خان کی نظم کے بعد مکرم سیٹھ عبدالصمد صاحب نے "اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" پر تقریر کی دوسری تقریر خاکسار کی "پس منظر اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" پر تھی۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بتایا

اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے شروع خلافت کے نامساعد حالات کو پیش کر کے خاکسار نے بتایا کہ کس طرح مصلح موعود دنیا کے کناروں تک پہنچ گئے۔ خاکسار نے بالتفصیل تمام احمدیہ مشنوں کا ذکر کیا۔ بعدہ مکرم رفعت اللہ صاحب غوری نے "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور سخت ذہین و فہیم ہوگا" پر تقریر کی۔

اس کے بعد محترم صاحب صدر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تنظیمی صلاحیت اور آپ کے عظیم الشان کارناموں کو پیش فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کارناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ واقعی پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق اپنے کام میں اولو العزم نکلے۔

تقسیم انعامات:۔ خدام و اطفال میں قومی جذبہ پیدا کرنے کے لئے کھیلوں میں اول دوم آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

خدام کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے دوستوں کو اس جلسہ میں شرکت کے لئے لائیں چنانچہ احباب جماعت کے علاوہ متعدد ہندو عیسائی اور غیر احمدی احباب اس جلسہ میں شریک ہوئے کالج کے بعض اسٹوڈنٹس بھی جلسہ سننے تشریف لائے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ان پر جلسہ کا اچھا اثر ہوا۔ اور وہ کافی متاثر ہوئے۔

آخر میں شیرینی کے ذریعہ سے احباب کی تواضع کی گئی۔ دعا فرمائیں خدا تعالےٰ اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے آمین

خاکسار:۔ عبدالحلیم مبلغ یادگیر

لجنہ اماء اللہ شموگہ

بفضلہ تعالےٰ ہمارا اجلاس مصلح موعودؓ مکرم محترم سید خلیل احمد صاحب کے ہاں ۲۱ر فروری کو منایا گیا۔ جس میں تلاوت کلام پاک مکرمہ محترمہ بیگم بی صاحبہ نے کی۔ نظم محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے کلام محمود سے پڑھی۔ محترمہ خیر النساء صاحبہ نے "کارنامہ حضرت مصلح موعودؓ" پر مفصل طور پر تقریر کی محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے "حضرت مصلح موعود کے اخلاق فاضلہ" پر روشنی ڈالی محترمہ شرف النساء بیگم نے کلام محمود سے نظم سنائی۔ محترمہ بیگم بی صاحبہ نے آپ کی سیرت کے چند واقعات سنائے۔ خاکسار نے آپؓ کی یاد میں ایک نظم پڑھی جو ایک غیر احمدی کی لکھی ہوئی تھی۔

آج مصلح موعود یاد آئے!
اپنا ایمان کیوں نہ زنگ لائے!!

محترمہ مہر النساء صاحبہ نے اخبار بدر سے حضرت مصلح موعود کے دو مکتوب گرامی پڑھ کر سنائے۔ محترمہ نعیم النساء صاحبہ نے درثمین سے نظم پڑھی۔ محترمہ نجم النساء صاحبہ نے اخبار بدر سے آپؓ کی شان میں مختصر سا مضمون پڑھا۔ خاکسارہ نے آپ کی شان میں سلام پڑھا۔

دعا کے بعد یہ مبارک جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ احمدی مستورات کے علاوہ غیر احمدی بہنوں نے بھی شمولیت کی بہنوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسارہ:۔ خورشید بیگم سیکرٹری
لجنہ اماء اللہ شموگہ

لجنہ اماء اللہ کوٹ پلہ

۲۴ر فروری شام کو جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر مندرجہ ذیل ممبرات نے تقاریر کیں۔

پہلی تقریر بشریٰ بیگم صاحبہ نے کی دوسری تقریر خاکسارہ نے کی اور تیسری تقریر محترمہ رحمت بیگم صاحبہ نے کی دوران جلسہ اردو اور اڑیہ میں آصفہ بیگم طیبہ بیگم۔ ممتاز بیگم اور رحمت بیگم صاحبہ نے نظمیں پڑھیں۔ جلسہ کی صدارت محترمہ رحمت بیگم صاحبہ نے بنگال سے آکر کی شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ اور پھر دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ ہماری لجنہ نے اب پھر دوبارہ نئے عزم کے ساتھ کام شروع کیا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہم کو خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسارہ:۔ جمیلہ خاتون۔ صدر لجنہ
اماء اللہ کوٹ پلہ

جماعت احمدیہ ننڈگڑھ

مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو بعد نماز مکرم مولوی حکیم محمد عبدالرحمان صاحب ہبلی کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کاروائی تلاوت قرآن پاک مکرم عبداللہ صاحب سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد مکرم حکیم محمد ناصر احمد صاحب نے درثمین سے نظم پڑھ کر سنائی اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے پیشگوئی کی نشانیوں میں سے وہ لڑکا تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت سے ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو بپایۂ قبولیت بخشے اور احباب جماعت کو بڑھ چڑھ کر سلسلہ کی خدمت اور قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خاکسار:۔ خلیل احمد مجیب شیر معلم
وقف جدید ننڈگڑھ ضلع بیلگام

جماعت احمدیہ شادنگر

شادنگر کی جماعت میں خاکسار کی صدارت میں یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جلسہ کی ابتداء مکرم منور غوری صاحب قائد خدام الاحمدیہ شادنگر کی قرأت سے ہوئی۔ طیبہ وشاہدہ کی نظم کے بعد مکرم منور صاحب نے اشاعت اسلام و دین اسلام کے عنوان پر تقریر کی۔ دوسری تقریر حضرت مصلح موعود کے کارناموں پر عزیزی انفال احمد نے کی۔ تیسری تقریر حضرت مصلح موعود کی قیام خلافت کے پس منظر کے عنوان پر ہوئی جو عزیزی ابرار احمد نے کی۔ چوتھی تقریر مکرم غلام محی الدین صاحب سیکرٹری بیت المال شادنگر نے پیشگوئی وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا کے عنوان پر کی۔ اس سلسلہ کی آخری تقریر احقر نے کی اور بتایا کہ اللہ تعالےٰ کے موعود خلیفہ ظاہری تعلیم کے محتاج نہیں ہوتے اور حضور کی تفسیر کبیر کی برکات کو تفصیل سے بیان کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار:۔ سید جعفر حسین

معذرت:۔ مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے بھی جلسہ یوم مصلح موعودؓ کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ مگر بوجہ عدم گنجائش اشاعت سے معذرت ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے کام میں برکت ڈالے اور بہترین نتائج برآمد فرمائے آمین (ایڈیٹر بدر)

(۱) جماعت احمدیہ کلکتہ
(۲) جماعت احمدیہ ننگا گھنو
(۳) جماعت احمدیہ گلبرگہ
(۴) جماعت احمدیہ ابراہیم پور
(۵) جماعت احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر
(۶) لجنہ اماء اللہ بنگلور
(۷) لجنہ اماء اللہ برہ پورہ
(۸) جماعت احمدیہ بانسرہ (کلکتہ)

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔!!!

جماعتِ احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کا دسواں سالانہ جلسہ

اُڑیسہ کے احمدی احباب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ حسبِ سابق امسال ۳۰-۳۱ مارچ بروز ہفتہ و اتوار انشاء اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کیرنگ کا جلسہ سالانہ ہوگا۔ احبابِ کرام خود بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریکِ جلسہ ہوں اور اپنے زیرِ تبلیغ غیر احمدی احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں لانے کی کوشش کریں۔ اور اس رُوحانی اجتماع کو کامیاب فرمائیں۔ خورد و نوش کا انتظام مقامی جماعت کے ذمہ ہوگا۔

المُعلِن: عبد المطلب خان احمدی صدر جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)

فوری ضرورت ہے

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے مفصلہ ذیل کتب کی فوری ضرورت ہے:-

تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ مسیح ہندوستان میں۔
۲۔ جنگ مقدس۔
۳۔ ست بچن۔
۴۔ چشمۂ معرفت
۵۔ نزول المسیح۔
۶۔ سرمہ چشم آریہ۔
۷۔ آئینہ کمالاتِ اسلام
۸۔ برکات الدعاء۔
۹۔ تحفہ گولڑویہ۔

تصانیف حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

۱۔ فضائل القرآن۔
۲۔ تقدیر الٰہی۔
۳۔ وحی و الہام کے متعلق اسلامی نظریہ۔

دیگر کتب

۱۔ سیرت خاتم النبیین حصہ دوم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ۔
۲۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور انگریز۔ از مولانا درد صاحب۔
۳۔ متی کی انجیل — (۱۴) بائیبل اُردو مکمل۔

ہر کتاب کے چار پانچ نسخے درکار ہیں۔ کتاب کی حالت اچھی ہو۔ ہر کتاب کی واجبی قیمت اور تعداد لکھیں تا ارسال کرنے کا آرڈر دیا جائے۔ جو دوست بطور صدقہ جاریہ کتب دینا چاہیں تو اس کی صراحت فرمائیں۔ شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیں گی۔ نیز کتاب پر معطی کا نام بغرضِ دعا لکھ دیا جائے گا۔ اس صورت میں اخراجاتِ ڈاک مدرسہ ادا کرے گا۔

خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی جائے

درخواستِ دعا: عزیز صلاح الدین ریشی ابن غلام رسول صاحب ریشی آسنور عرصہ تین ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں علاج جاری ہے۔ عزیز منزگام میں دسویں کلاس میں تعلیم حاصل کر رہا ہے لیکن بیماری کی وجہ سے تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔ جملہ بزرگان و احبابِ جماعت سے عزیز موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔ عزیز نے پانچ روپے اعانت بدر میں جمع کرائے ہیں۔ خاکسار امیر احمد درویش قادیان

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

پھر بھی اگر کوئی شخص انکار پر اصرار کرے تو یہ اُس کی اپنی مرضی اور فیصلہ ہے جو بہرحال حقیقت پر مبنی نہیں کہا جا سکتا۔

پس یہ ہیں وہ چند ناقابلِ تردید شواہد جو اس نظریہ کی تغلیط کے لئے کافی ہیں جو علماء وقت نے سچے امام مہدی کو قبول نہ کرنے اور کسی دوسرے کے نہ آنے کے سبب محض یاس و قنوط کے نتیجہ میں قائم کر لیا کہ نہ امام مہدی نے آنا تھا اور نہ ہی آئے — !!

مذکورہ دلائل کی رُو سے جہاں یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام برحق امام مہدی اور موعود مسیح ہیں۔ وہاں آپ کا عملی کام آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کے رنگ میں آپ کی صداقت کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ کیونکہ جس طرح پر دینِ اسلام کی خدمت و اشاعت کے ٹھوس کام عالمگیر سطح پر آپ کی جماعت کے ذریعہ کئے جا رہے ہیں وہ منہ بولتی تصویر ہیں۔ آج متمدن دُنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ منظم رنگ میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام نہ ہو رہا ہو۔ حتیٰ کہ اسلام کے لئے اس زمانہ میں جو رُوحانی غلبہ مقدر ہے، جماعتِ احمدیہ کی شبانہ روز مساعی سے اس کے نشان بفضلہٖ تعالیٰ روز بروز زیادہ واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے مبارک ہے جو چشمِ بصیرت سے ان کو دیکھتا اور اُن پر ایمان لاتا ہے۔ اور خدمت و اشاعتِ دین کے لئے اپنا بھی حصہ ڈالنے کے لئے میدان میں نکل آتا ہے — !!

وما علینا الا البلاغ — !!

عظیم الشان تحریک صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ نئی تحریک "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں جماعتوں اور افرادِ جماعت کی طرف سے بہت ہی مخلصانہ وعدہ جات موصول ہو رہے ہیں۔ بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی وعدے موصول نہیں ہوئے اُن جماعتوں کے عہدہ داران سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر جلد وعدے ارسال فرمائیں تاکہ دُعائیہ فہرست میں اُن کے نام شامل ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احبابِ جماعت کو بڑھ چڑھ کر اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

Phone. 35 Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57 Regd. No. P/G.D.P.3

Massih - Maud Number

The Weekly BADR Qadian

Editer— Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub. Editer— Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 23 | 21st March, 1974 | No. 12

جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے کیلئے دس شرائطِ بیعت

رقم فرمودہ حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہوجائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ حتی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد و تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں خدا تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے، اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔"

(منقول از اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۱ر مارچ ۱۹۷۴ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی-۳